ہیں اور ہیں فرعون میری گھات میں ابتک مگر کیا غم کہ میری آستیں میں ہے ید بیض

یونانی آیورویدک اینڈ ہومیوپیتھک رجسٹریشن فرنٹ کا ماہانہ تحقیقی اور معیاری آرگن

رجسٹریشن فرنٹ لاہور ترجمان تجدید طب

نمبر ۳ جون - ۱۹۶۲ء ارہ نمبر ۶

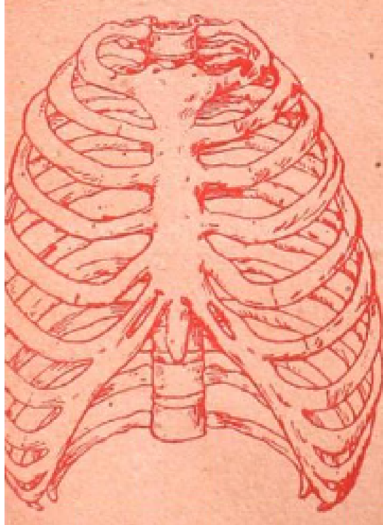

مدیر اعلیٰ

حکیم انقلاب المعالج صابر ملتانی
داعی تحریک تجدید طب (پاکستان)

★

سالانہ چندہ ... ۳ روپے

بمعہ خاص نمبر ۶ روپے

فی پرچہ . ۲۵ پیسے

★

پتہ امور معاملت
ناصر خلیل، منیجر ماہنامہ "رجسٹریشن فرنٹ"
مے سٹریٹ نمبر ۱۰ فیض باغ لاہور

تجدید طب اور احیائے فن

ڈھول کا پول

نیا جال لائے پرانے شکاری —— ۴

فرنگی شفا، الملک حکیم محمد حسن قرشی کے مہرہ اندھی سیاست دھماشہ عتیقی مالک مہی کتب خانہ نے کچھ اس انداز میں فرنگی حکیم علی احمد صاحب نیر واسطی پر خوف و ہراس و لالچ کے نقشے بدل بدل کر پیش کئے کہ وہ فرمانے لگے۔ جناب عتیقی صاحب حقیقت یہ ہے کہ مجھے صلح سے کبھی انکار نہیں ہوا لیکن ان کی بدلتی چالبازی، اور ذاتی منافع خوری برداشت نہیں ہوتی۔ یہ مجھے تسلیم ہے کہ ہمیں فن کی پرواہ نہیں فن جائے جہنم میں ہم ذاتی منافع اور شہرت کو کیسے نظر انداز کریں جب قرشی اپنی صدارت کو شہرت کے لئے استعمال کرتا ہے تو پھر کیسے ہم اپنے ذاتی فوائد اور شہرت کو نظر انداز کر سکتے ہیں۔ صحیح تو یہ ہے کہ دولت کمانے اور دوکان چمکانے کا گر یہی ہے دنیا اندھی ہے وہ کام کو نہیں دیکھتی وہ شان کو دیکھتی ہے۔ اگر قرشی صاحب یہ چالیں نہ چلتے تو وہ کب کے پیشہ طبابت چھوڑ چکے ہوتے۔ آج بھی اُن کے مطب کا یہ حال ہے کہ وہاں مکھیاں بھنبھناتی ہیں۔ صرف وہی لوگ پہنچ جاتے ہیں یا طبیہ کالج کے طالب علموں کے، اڑے پہنچائے جاتے ہیں جن پر یہ اثر ہوتا ہے۔ کہ حکیموں کے صدر ہیں اور طبیہ کالج کے استاد رہے ہیں۔ فرمایئے عتیقی صاحب میرے مطب کا وہ مقابلہ کر سکتے ہیں انھوں نے مجربات فروشی اور صدارت سے کمایا ہے اور ہم نے مطب میں اپنے ہاتھ کی صفائی دکھائی ہے۔

عتیقی صاحب نے جواب دیا کہ جو کچھ آپ نے فرمایا ہے بالکل صحیح ہے لیکن آپ کو زیادہ تر جس پالیسی نے نقصان پہنچایا ہے وہ یہ ہے کہ نہ کھیلیں گے اور نہ کھیلنے دیں گے۔ ایک طرف تو آپ قرشی صاحب اور ان کی جماعت سے فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ تاکہ ان کی لوٹ کھسوٹ میں حصہ ملے اور دوسری طرف ان سے بچ نکلتے ہیں یا کسی جماعت کا ذکر نہیں کرتا ان کی کوئی حیثیت نہیں ہے کیونکہ عوام اطبار تو اس لئے ساتھ رہتے ہیں کہ وہ اپنی پوزیشن قائم رکھنا چاہتے اور عوام اس لئے چمٹے رہنے پر مجبور ہیں کہ وہ پیٹ پوجی کے لئے اپنا دھندا علاج معالجے سے چلانا چاہتے ہیں اور کسی جماعت کی ممبری سے دل کو تسلی رہتی ہے۔ میں تو آپ کے اور قرشی صاحب کے متعلق کہتا ہوں کہ وہ صدارت چاہتا ہے اور آپ لوٹ کھسوٹ میں حصہ چاہتے ہیں اب وقت ہے اس نے تازہ تازہ (جسٹرلیشن فرنٹ) سے شکست کھائی ہے اسی شکست کو ہوا دے کر (جسٹرلیشن فرنٹ) کو استعمال کر کے فائدہ اٹھایا جائے۔ دھماشہ عتیقی صاحب نے اپنی سیاست خوب لڑائی۔ یہاں داد دینی پڑتی ہے۔ اس امر کا بالکل ذکر تک نہیں کیا کہ وہ قرشی صاحب کے فرستادہ ہیں) وہ کیسے عتیقی صاحب۔ جناب نیر صاحب یہ تو بہت معمولی بات ہے۔ میں قرشی صاحب کے کان میں یہ بات ڈال دیتا ہوں۔ کہ نیر واسطی صاحب ان کے خلاف (جسٹرلیشن فرنٹ) اور دیگر جماعتوں سے مل کر ایک بہت بڑا فرنٹ تیار کر رہے ہیں وہ سب مل کر آپ کے اور آپ کی جماعت کے خلاف ایک زبردست محاذ قائم کرنے والے ہیں اس پر جب وہ پریشان ہوں گے۔ تو پھر میں ان کو رام کر کے صلح کی طرف لاؤں گا جب وہ صلح کی طرف راغب ہو جائیں تو پھر آپ لوٹ کھسوٹ سے اپنا حصہ طلب کر سکتے ہیں۔ جناب عتیقی صاحب بات آپ کی درست ہے اس طرح وہ چالاک اور چالباز مات تو کھا سکتا ہے۔ مگر یہاں پر زبردست چالاکی کی ضرورت ہے

"واہ واہ! عتیقی صاحب آپ کے دماغ اور سیاست کی داد دینی پڑتی ہے۔ بھائی کانگرس میں آپ نے خوب تربیت پائی ہے۔

جناب نیر صاحب سیاست نام ہی اسی چیز کا نام کہ فائدہ کس طرح اٹھایا جائے۔ اور اس کے لئے دوسروں کو کیسے برتا جاتا ہے ایسے موقعوں پر دوست اور ساتھی، قریب ہے ایک طرف بھائیوں اور باپ کو بھی برتا جا سکتا ہے۔ شہنشاہ اورنگ زیب جیسے مسلمان کو دیکھیں۔ ضرورت پڑے تو مذہب و اخلاق کو بھی برت لینا چاہئے۔ اس کی مثال بڑے بڑے مذہبی لیڈروں اور رہنماؤں میں دیکھ سکتے ہیں۔ صاحب استقامت تو مشکل سے دس ہزار میں ایک نظر آئے گا۔ باقی پیٹ کی خاطر حکومت اور امراء کے پاس اپنے کو بیچ دیتے ہیں۔ خوب! خوب! عتیقی صاحب! بہت خوب!!!

جناب اب میں چلتا ہوں اور قرشی صاحب سے ملنے کی راہ

نکالتا ہوں۔

"لیکن حقیقی صاحب آپ نے پانی وغیرہ تو پیا نہیں، اور لڑکے ذرا جلدی ادھر آنا۔"

"جناب نیر صاحب تکلیف نہ کریں کوئی خاص پیاس نہیں ہے۔ بھلا مارچ کے آخر میں کوئی خاص گرمی تھوڑی ہوتی ہے۔"

"بہرحال کچھ ہونا تو چاہیے۔" اتنے میں لڑکا آ گیا۔ "جاؤ دو چار کوکا کولا لاؤ۔"

"اچھا اگر آپ خوش ہیں تو میں پی لیتا ہوں۔"

جناب حقیقی صاحب یہ آپ کا گھر ہے، ہمیشہ آپ یہیں رہے ہیں پھر آپ ایک مہم پر جا رہے ہیں آپ کا منہ تو میٹھا ہونا چاہیے۔ حقیقی صاحب ایک آدھ پیپسی دو سے کیا بنتا ہے۔"

"نیر صاحب آپ تو آج کمال کر رہے ہیں۔"

"میں آج بہت خوش ہوں، حقیقی صاحب آپ نے میرے سر کا بوجھ ہلکا کر دیا ہے، اب کب تک آپ کا انتظار کروں؟"

"آپ فکر نہ کریں میں قرشی صاحب سے بات کر کے کامیابی کے فون پر آپ کو مبارکباد دوں گا۔ اچھا خدا حافظ۔"

"ٹھیک! فون شوفر کو کہہ دو جناب حکیم صاحب کو ٹیلیفون ملا دیتا ہے۔"

حقیقی صاحب کے جانے کے بعد ایک لمبا چوڑا قہقہہ مار کر۔ "واقعی ایک عقل کا اندھا جنس ہے اور آنکھ کا اندھا بھی۔"

فرنگی شفاء الملک کے مطب، دواخانے کا پچھلا چھوٹا کمرہ (ویٹنگ روم) جس میں ایک کچھ عجیب میز جس پر چائے کا سامان پڑا ہے ساتھ ہی ایک تپائی کے گرد ادھر ادھر آرام کرسیاں۔ تپائی پر کیک پیسٹری کے کچھ ٹکڑے، کچھ نمکین پاپڑ اور کچھ نمکین سموسے وغیرہ ہیں۔ یہ مطب ہیڈن روڈ پر ہے۔ جس کو بے دین روڈ بھی کہتے ہیں۔ ان دونوں کرسیوں پر آمنے سامنے فرنگی شفاء الملک اور ان کی اندھی سیاست مہاشہ حقیقی بیٹھے ہیں۔ نوکر میز کے پاس چائے تیار کر رہا ہے۔ فرنگی شفاء الملک کی آواز خوشی سے بے قابو ہے۔ جب وہ اپنے شکار پر قابو پا لیتے ہیں یا مقصد میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو چہرہ اور آواز کا یہی تاثر ہوتا ہے۔ اسی عالم میں فرماتے ہیں:

"جناب حقیقی صاحب میں تو پہلے بھی آپ کے سیاسی کمالات کا قائل ہوں مگر اب کے تو آپ نے ایک خوفناک انسان نما جن پر کامیابی حاصل کی ہے۔"

مہاشہ حقیقی صاحب کے چہرے پر خوفناک مسکراہٹ ہے اور طبیعت بے چین ہے۔ لیکن اس کو قابو میں کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے:

"جناب قرشی صاحب! مجھے آپ کی خاطر کیا کچھ نہیں کرنا پڑا تو کیا قرشی حکیم کوئی قابو میں آنے والی ہستی ہے۔" (اپنی طاقت کا رعب دیتے ہوئے) "آپ جانتے ہیں کہ اول تو اس کا موڈ ہی ٹھکانے نہیں رہتا بات اس طرف کرتے ہیں تو نکلتا دوسری طرف ہوتا ہے، ایک بات کے جوش میں دس بار ہاتھ کو اوپر نیچے کرتے ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ابھی ہاتھ اچھال جائیں گے اور ہر بات کے ساتھ منہ سے اس قدر تھوک خارج ہوتا ہے گویا پھوار کی شکل میں برسے ہوئے ہیں۔ ایسی حالت میں ان سے بات کرنا اور پھر کامیاب ہونا بے حد مشکل ہے۔"

"جناب حقیقی صاحب آپ میں یہ سیاسی طاقت نہ ہوتی تو پھر آپ سے یہ دوستی کیسی۔ اس ہماری دوستی کی وجہ سے تو آپ حکیم کہلاتے ہیں۔"

مہاشہ حقیقی صاحب کو یہ بات کھاتی کہ اس کے کام کی قیمت کم ہو گئی ہے، فوراً بولے۔ "جناب قرشی صاحب آپ تین سال سے کوشش کر رہے تھے، مگر ناکام تھے آپ اندازہ لگائیں مجھے ان کو قابو کرنے میں کس قدر محنت کرنی پڑی ہوگی۔"

"بے شک، بے شک، حقیقی صاحب یہ آپ کے سوا کون کر سکتا تھا اور آپ کا یہ بہت بڑا کارنامہ ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ آپ کے درجے بہت بلند کیے جائیں گے۔ یقیناً میرے بعد آپ کا ہی مقام ہوگا۔"

"جناب قرشی صاحب مجھے اپنے درجوں میں بلندی کی ضرورت نہیں ہے مجھے آپ کی محبت ہے مجھے بس اپنے ساتھ رکھیں۔"

"آپ فکر نہ کریں آپ ہمیشہ ہمارے دل کے ساتھ رہیں گے۔ یہ تو فرمائیے کہ وہ بے لگام جن کیسے رام کیا۔" ساتھ ہی قرشی صاحب نے نوکر سے کہا کہ حقیقی صاحب کی پیالی ختم ہو گئی ہے اس کو بھر دو اور شکر زیادہ ڈالنا۔"

"نہیں نہیں! قرشی صاحب بس بس!!! میں پی چکا ہوں۔"

"حقیقی صاحب کیا کہہ رہے ہیں، ابھی تو آپ نے اس پیسٹری کے تمام نمونے نہیں چکھے، یہ بیکری سے منگوائی ہے اس نے اس سال وہ وہ نمونے تیار کیے ہیں کہ کھا کر عقل دنگ رہ جاتی ہے۔"

"اچھا یہ بات ہے۔"

"یہ ایک کمال کا ہی ہے اس میں جام کی تہیں جمائی گئی ہیں۔"

"قرشی صاحب واقعی کمال چیز ہے۔"

باقی صفحہ ۱۵ پر

اشارات **ممبران لائل پور کے نام پیغام**

تحریک تجدید طب کی تین عظیم الشان کامیابیاں

کامیابی ایک ایسی حقیقت ہے جو ظاہرہ دیکھی جا سکے اور دشمن بھی اس کا اعتراف کر سکے —
یاد رکھیں کہ کوئی کامیابی بھی صحیح علم اصابع عمل اور صابرانہ استقامت کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی —

عزیزم جناب حکیم محمد صدیق صاحب شاہین کی طرف سے ایک خط پہنچا جس میں لائل پور کی طبی اور جماعتی سرگرمیوں کا ذکر تھا اور اطلاع دی گئی تھی کہ بروز جمعہ بتاریخ ۹ جون لائل پور میں ممبران اور ہمدردان تحریک تجدید طب کا ایک غیر معمولی اجتماع ہو رہا ہے۔ جس کا مقصد یہ ہے کہ ان ذرائع پر غور کیا جائے، جن سے تحریک تجدید طب کو لائل پور کے ہر طبیب و حکیم، فرنگی ڈاکٹر و ہومیوپیتھ اور اہل علم و صاحب فن کو کیسے اعتماد اور طریق پر متعارف اور روشناس کرایا جائے اور ساتھ ہی خواہش ظاہر کی گئی کہ اس موقعہ اجتماع کے لئے اپنا پیغام بھیجا جائے۔ تاکہ ممبران کی زندگی اور عمل میں کامیابی کی شدید تحریک پیدا ہو جائے۔

دوسرے روز محترم عزیز جناب حکیم محمد شریف صاحب مدیر ہسپتال رضا آباد لائل پور سے دو عدد سکوٹروں پر مع چند عزیز اور برادران محترم کے قافلے کی صورت میں تشریف لائے۔ انہوں نے فرمایا کہ اس غیر معمولی اجتماع کو چونکہ کامیاب کرنا ہے اس لئے مناسب یہ خیال کیا کہ چند ایک اشکال جو ممبران کے عمل میں رکاوٹ کا باعث ہیں ان کو سمجھ لیا جائے تاکہ اجتماع میں کوئی رکاوٹ کا باعث نہ بنے۔ دوسرے آپ کا پیغام بھی ایسے موقع پر انتہائی ضروری ہے۔ تاکہ ممبران بہت جلد اپنی کامیابی سے ہمکنار ہو سکیں۔

مسلسل تین گھنٹے کی بیٹھک میں ان کے تمام اشکال مفقود کر کے ان کے ہاتھ ممبران کو ذیل کا پیغام بھیجا گیا۔ تحریک تجدید طب کی تین عظیم الشان کامیابیاں

(۱) کوئی جماعت تحریک تجدید طب کے بغیر رجسٹریشن نہیں کرا سکتی۔

(۲) فرنگی طب کا مقابلہ تحریک تجدید کے بغیر کوئی فرد اور جماعت نہیں کر سکتی۔

(۳) پاک و ہند بلکہ تمام دنیا میں تحریک تجدید طب کے بغیر تجدید طب اور احیاء فن نہیں ہو سکتا۔ اس لئے ممبران کا فرض ہے کہ وہ ہر طبیب و حکیم فرنگی ڈاکٹر، ہومیوپیتھ اور وید و معالج تک یہ پیغام پہنچا دیں۔ یہ پیغام نہ صرف ایک حقیقت ہے بلکہ ہر اہل علم و صاحب فن کے لئے چیلنج بھی ہے کہ ان میں اگر اس قدر قوت علم اور طاقت عمل ہے تو میدان میں آئیں۔ ہماری ان عظیم کامیابیوں کو چھین لیں۔ اور اگر وہ اس قسم کی استعداد نہیں رکھتے تو ان کا انسانی اور فنی فرض ہے کہ وہ اس تحریک تجدید طب میں شریک ہو کر اسکی صداقت کو جلد سے جلد دنیا کے دوسرے سرے تک پہنچا دیں —— تاکہ فرنگی طب "ڈاکٹری" کے غلط طریق علاج سے انسانیت پر جو ظلم اور ستم ہو رہے ہیں۔ ان کو جلد سے جلد ختم کر دیا جائے۔ اگر کسی کو ہمارے اس حقیقت نما چیلنج پر شک ہو تو ہمارا لٹریچر اٹھا کر دیکھ سکتا ہے۔ جس کے متعلق ہمارا دعویٰ ہے کہ قدیم زمانے سے کر آج تک کی سائنسی دنیا ایسا لٹریچر پیش کرنے سے قاصر رہی ہے۔ اس مختصر پیغام کی مختصر تفصیل درج ذیل ہے۔

طبی رجسٹریشن

طبی رجسٹریشن کا اصل مقصد یہ ہے کہ عطائیت اور نا اہل فن کو علاج معالجہ سے روکا جائے تاکہ عوام خصوصاً غرباء کا طبقہ ان کی وجہ سے مشکلات اور مصیبت میں گرفتار نہ ہو۔ مگر فرنگی حکومت کا مقصد ہمیشہ یہ رہا ہے کہ طب یونانی اور آیورویدک کو ختم کیا جائے۔ تاکہ اسکی فرنگی طب جائز و ناجائز طریق پر پھیلے یہی وجہ ہے، فرنگی عطائیت (ڈاکٹری) گزشتہ پچاس میں اس قدر پھیلی ہے کہ طب یونانی کی عطائیت اس کے عشر عشیر بھی نہیں رہی۔ جس کی مختصر تفصیل گزشتہ پرچہ میں ہم پریس کے نام اور اس سے قبل عزت مآب لفٹنٹ جنرل واجد علی برکی سابق وزیر صحت کے نام اور اس سے بھی بہت پہلے جناب ڈاکٹر

سید ریاض علی کے جواب میں کہ "اطباء کو عطائیت روکنی چاہیئے" لکھ چکے ہیں۔ فرنگی حکومت کا اپنے دَور میں یہ دستور رہا ہے کہ جس ملک میں بھی اس نے قدم رکھا وہاں کے تہذیب و تمدن اور ثقافت بلکہ مذہب اور اخلاق کو بھی برباد کرنے کی کوشش کی گئی۔ فن طب کو برباد کرنے کے لئے اس کو ان سائنٹفک کہہ کر رجسٹریشن کا ڈھونگ رچایا گیا۔ اور اس وقت تک چین نہیں لیا۔ جب تک اینگلو یونانی طبیہ کالج نہیں کھلوائے جس میں روز بروز طب یونانی ختم اور فرنگی طب بڑھتی رہی اور ہمارے قائدین یہ سمجھتے رہے کہ طب یونانی میں ترقی اور تجدید ہو رہی ہے۔ فرنگی ایسا بے وقوف نہیں تھا جو طب یونانی کو ترقی دیتا۔ اس نے تو میٹھے زہر سے اس کو ختم کرنے کی کوشش کی تھی۔ اس نے ہمارا کیا کیا ختم کرنے کی کوشش نہیں کی۔ ہماری زبان و تعلیم، ہماری عدالتیں و مذہبی فیصلے، ہماری صنعت و حرفت اور ہماری تجارت وغیرہ غرض ہمارے ملک و قوم کے اچھے اور مفید نشان کو بہت حد تک برباد کر دیا گیا۔ اسی بربادی میں طب یونانی بھی شریک ہے۔ افسوس اس کے واضح ہونے پر بھی ہمارے فرنگی تعلیم یافتہ حکام نے ان حقائق کو ابھی تک نہیں سمجھا ہے۔ اور ابھی تک طب یونانی کو سمجھے بغیر اس کی عطائیت کے پیچھے پڑے ہیں۔ یہ تو خدا وند کریم کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ فرنگی ڈاکٹر اس تعداد میں پیدا نہیں ہو سکے۔ کہ ملک و قوم کی ضروریات صحت کو پورا کر سکیں ورنہ طب یونانی کا جو حشر ہوتا وہ صاحب فہم ہی سمجھ سکتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ عطائیت کو روکنے کا علاج رجسٹریشن نہیں ہے۔ بلکہ ملک میں فن علاج کو ترقی دینا ہے جس کی تفصیل انشاء اللہ پھر کبھی بیان کریں گے۔

فرنگی طب کا مقابلہ

اگر یہ صحیح ہے کہ دو خط مستقیم ایک دوسرے کو قطع نہیں کر سکتے۔ کسی ایک مسئلہ کے لئے دو سچائیاں نہیں ہو سکتیں۔ طریق و عمل فطرت صرف ایک قانون پر رواں دواں ہے اس کے لئے دو قانون کا کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا۔ انہی حقائق کو سامنے رکھتے ہوئے ہم دعویٰ کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ فرنگی طب بالکل غلط ہے اس کا ہر اصول خصوصاً نظریہ جراثیم لایعنی اور بے معنی ہے۔ جس کے متعلق ہم اپنے لٹریچر میں تفصیل سے نہ صرف بحث و تحقیق کر چکے ہیں بلکہ ہزاروں روپوں کے چیلنج بھی کر چکے ہیں۔ یورپ و امریکہ اور روس و چین کا کوئی ڈاکٹر فرنگی طب کو کسی حیثیت سے صحیح ثابت نہیں کر سکتا۔ اس کے ساتھ ہی ہم اس حقیقت کا بھی اعلان کرتے ہیں کہ فرنگی طب کے نظریہ جراثیم پر نہ کسی مرض کی صحیح تحقیق ہو سکتی ہے اور نہ ہی کسی دوا کے صحیح افعال و اثرات اور خواص و فوائد معلوم کئے جا سکتے ہیں۔ اگر دنیا بھر کا کوئی فرنگی ڈاکٹر کسی ایک انسانی مرض یا کسی ایک دوا کے صحیح خواص بیان کر سکتا ہے تو ہم ہر مقام پر اس کو غلط اور غیر صحیح ثابت کرنے کو تیار ہیں اور ہمارا فرنگی طب کو غلط اور غیر صحیح ثابت کرنا ان کے تجربات و مشاہدات اور ان کی سائنس کے اصولوں پر ہو گا۔ ہمارا فرض ہے کہ فرنگی طب کو غلط ثابت کرنے کے لئے ہر فرنگی ڈاکٹر کو چیلنج کر دیں۔ بالکل نہ گھبرائیں چونکہ نظریہ مفرد اعضاء ایک ایسا معجزہ ہے جس کا وہ مقابلہ نہیں کر سکتے۔

تجدید طب

جب ہم ثابت کر چکے ہیں کہ فرنگی طب بالکل غلط اور غیر صحیح ہے تو پھر اس غلط اور غیر صحیح سے طب یونانی کی تجدید اور احیاء فن کیسے ہو سکتا ہے۔ فرنگی حکومت نے جہاں ہماری تہذیب و تمدن اور ثقافت بلکہ مذہب و اخلاق میں ایسی غلط فہمیاں پیدا کر دیں کہ ہم ان کو چھوڑ کر ہر رنگ میں فرنگی کو اپنانے لگے۔ وہاں پر فرنگی نے ہمارے ذہنوں میں یہ غلط فہمی بھی پیدا کر دی کہ ماڈرن سائنس ایک ایسی حقیقت ہے۔ جس علم و فن اور اصول کو وہ صحیح کہہ دے وہ درست ہے اور جس کو وہ غلط کہہ دے وہ غیر علمی ہے۔ اسی مقررہ اصول پر اس نے فرنگی طب کو سائنٹفک اور ترقی یافتہ کہا اور طب یونانی کو ان سائنٹفک اور قدیم کہہ دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ فرنگی ڈاکٹر طب یونانی سے واقف نہیں ہیں اور نہ ماڈرن سائنس نے اس کو کہیں غلط ثابت کیا ہے۔ طب یونانی کے قانون عین فطرت کے مطابق ہیں۔ اس کا کوئی قانون غلط نہیں ہے۔ ان قوانین کو سمجھانے کے لئے ہم نے نظریہ مفرد اعضاء واضح کیا ہے اور اسی نظریہ کے تحت ہم فرنگی طب کو غلط اور غیر صحیح ثابت کرتے ہیں اور اسی نظریہ پر ہم تجدید طب اور احیاء فن کر رہے ہیں۔ جس کو آج تک کوئی غلط ثابت نہیں کر سکا اور نہ ہی کر سکتا ہے۔ اگر دنیا بھر میں کہیں اور تجدید طب اور احیاء فن ہو رہا ہے۔ تو ہم خدمت کرنے کو تیار ہیں اگر نہیں ہو رہا تو ہر معالج کا فرض ہے کہ وہ دن غروب ہونے سے پہلے پہلے ہمارے ساتھ شریک ہو کر صحیح اور باقاعدہ فن سے ملک و قوم کی خدمت کرے۔ صبح ہونے کے ساتھ ہی طب یونانی کا پرچم بلند ہو گا اور فرنگی طب کا پرچم سرنگوں ہو گا۔ اور فرنگی طب و ڈاکٹری ختم ہو چکی ہو گی۔ ہمارا وہ مقام ہو گا۔ جو فرنگی طب کا ہے۔

(صابر ملتانی)

علم الامراض

مسلسل

امراض کے متعلق وہ تحقیقات جس کے علم سے یورپ امریکہ اور روس و چین تا حال بے خبر ہیں

امراض کی ماہیت، نام، تقسیم و اسباب و علامات بانظریہ مفرد اعضا

از حکیم انقلاب المعالج صابر ملتانی

تحقیقات سوزش (التہاب اریٹیشن)

علامات سوزش گزشتہ چار علامات جن کا ذکر مختصر طور پر کیا گیا ہے (۱) اگرچہ علامات ہیں لیکن انتہائی اہم اور بڑی علامات ہیں جن پر امراض اور علاج کی بنیاد ہے اور یہی علامات جب پھیلتی ہیں تو تمام جسم انسان کو گھیرے میں لے لیتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کو امراض کا درجہ دے دیا گیا ہے۔ مثلاً جلن اپنی شدت میں خارش اور درد کی صورت اختیار کر لیتی۔ (۲) گرمی جب بڑھتی ہے تو بخار کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ (۳) سرخی کی زیادتی ورم کا روپ بھر لیتی ہے اور ساتھ ہی جلد میں خرابی پیدا کر دیتی ہے۔ (۴) رطوبات کی زیادتی جسم کے اندر یا باہر کسی حصہ یا عضو میں رطوبات کی زیادتی کے ساتھ تمام جسم میں بلغمی مزاج کا اثر قائم کر دیتی ہے۔ لیکن یہ چاروں صورتیں کیمیاوی ہیں۔ پانچویں علامت تغیر افعال کی شکل مشینی اور عضوی ہے۔ اس حیثیت سے اس کی اپنی اہمیت اپنی جگہ قائم ہے جو اس کے بیان سے ظاہر ہے

تغیر افعال جب جسم کے کسی عضو میں سوزش ہوتی ہے تو وہاں کے افعال میں تغیر واقع ہوتا۔ اس تغیر کی تین صورتیں ہوتی ہیں:- (۱) تحریک (۲) تسکین (۳) تحلیل

جن کی مختصر تفصیل یہ ہے۔

۱۔ **تحریک**: جب کسی مقام پر سوزش پیدا ہوتی ہے تو وہاں پہلے انقباض پیدا ہوتا ہے جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں۔ جو اس امر کا اظہار ہے کہ وہاں پر حرارت یا آکسیجن کی کمی اور برودت اور کاربن کی زیادتی ہوتی ہے جس کے نتیجہ میں وہاں پر رطوبات کی کمی واقع ہوتی ہے۔ بلکہ بالکل بندش ہو جاتی ہے۔ کیونکہ جب تک رطوبات کی بندش نہ ہو تو دوران خون کا اس طرف اجتماع نہیں ہو سکتا۔ یہ اجتماع طبیعت مدبرہ بدن اس لئے کرتی ہے کہ خون کی حرارت سے سوزش کو رفع کر سکے جس کے نتیجہ میں وہاں پر تناؤ بڑھ جاتا ہے۔ اور حرکت کرنے میں دقت ہوتی ہے۔ خاص طور پر جب سوزش عضلات میں ہوتی ہے تو طبعاً انسان آرام کا خواہشمند ہوتا ہے۔ جب آنکھ اور کان میں سوزش ہوتی ہے تو دیکھنے اور سننے میں تکلیف ہوتی ہے۔ گویا حرکات اعضاء اور جسم میں تیزی اور تناؤ بلکہ انقباض شدید ہو جاتا ہے۔

۲۔ **تسکین**:۔ چونکہ سوزش کا ابتدائی رد عمل رطوبات کا گرنا ہے اس لئے طبیعت مدبرہ بدن اکثر رطوبات کو گراتی رہتی ہے اور یہ رطوبات خون ہی سے جدا ہو کر گرتی ہیں۔ اس طرح وہاں پر رفتہ رفتہ کافی مقدار میں رطوبت جمع اکٹھی ہو جاتی ہے۔ یہی رطوبت ہی ہے جو جسم کی جلن اور دردوں کو روکتی ہے یاد رکھیں کہ جس قدر مخدر، مسکن اور دافع درد ادویات ہیں جو بذات خود جسم پر نہ کیمیاوی طور پر اور نہ ہی عضوی طور پر کچھ اثر کرتی ہیں بلکہ ان سے جسم میں رطوبات کا اخراج بڑھا دیتی ہیں اور یہی رطوبت تسکین، تخدیر اور دردوں کو دور کرنے کا باعث ہوتی ہے۔ بالکل اسی طرح جیسے جل جانے کے بعد جب کسی مقام پر چھالا پڑ جاتا ہے تو اس چھالے کے پانی کا صرف یہی مقصد ہوتا ہے کہ وہاں کی جلن اور درد کو دور کر دے۔ بعض جاہل معالج اس چھالے کو کاٹ دیتے ہیں۔ جس سے بجائے فائدے کے سوزش بہت زیادہ بڑھ جاتی ہے گویا چھالا اور رطوبت قدرتی اور فطری طریق علاج ہے۔ اس میں اضافہ کرنا چاہئے اس سے جلن و درد کے ساتھ ساتھ بے چینی اور تناؤ بھی کم ہو جاتا ہے۔

علاج کا ایک راز :۔ اسلامی اطباء نے سوزش اور ورم کے علاج میں بنیادی طور پر جس رادع صورت کا ذکر کیا گیا ہے وہ یہی ہے کہ اس مقام رطوبات کو زیادہ سے زیادہ گرایا جائے جب رطوبات کی زیادتی کے باوجود بھی سوزش اور ورم قائم ہو تو پھر ایسی ادویات استعمال کرائیں جو رادع کے ساتھ محلل بھی ہوں یعنی رطوبات کو زیادہ گرائیں۔ مگر وہ محلل بھی ہوں یعنی ان ادویات میں گرمی بھی ہونی چاہیئے گویا گرم تر ادویات ہونی چاہئیں۔ اور جب یہ مقام بھی گزر جائے۔ تو صرف محلل ادویات برتنی چاہئیں یعنی گرم خشک ادویات۔ جن کا مقصد یہ ہے کہ رطوبت کا اخراج بند ہو جانا چاہیئے۔ اور حرارت بڑھ جانی چاہیئے۔ اور ساتھ ہی ضرور جاذب کے افعال میں تیزی ہو جانی چاہیئے جس سے وہاں پر گری ہوئی رطوبت بھی جسم میں دوبارہ جذب ہو جائیں یا پسینہ کے ذریعہ باہر اخراج پا جائیں تاکہ سوزش اور ورم وہاں پر ختم ہو جائے ان حقائق سے ثابت ہوا کہ رطوبت جسم جب اعضاء پر گرتی ہے تو قدرتاً اور فطرتاً وہاں پر تحذیر اور تسکین کا باعث ہوتی ہے۔ یہی رطوبت جب زیادتی کے ساتھ کسی عضو پر پڑتی ہے یا کثرت سے گرتی ہے تو استرخاء (پیرالائسس) پیدا کر دیتی ہے۔ یہ ہیں علاج کے اسرار و رموز اور راز جن سے فرنگی طب ناواقف رہی اور اس کو کہتے ہیں تجدید طب اور ترقی فن جو فی زمانہ دنیائے طب میں ختم ہو چکی ہے۔

۲۔ تحلیل :۔ تحلیل کے معنی ہیں حل کرنا۔ طبی اصطلاح میں سوزش اور ورم کو ختم کر دینا۔ جاننا چاہیئے کہ تحلیل حرارت کا ضرورت کے مطابق قائم کرنا ہے۔ جب حرارت قائم ہو جاتی ہے تو اس کے نتیجہ میں خشکی اور کاربن دور ہو جاتی ہے جیسا کہ ہم کتاب۔ "تحقیقات حمیات" میں حرارت غریزیہ یہ کہا ہے رفع ہو سکتے ہیں۔ اس کی دو صورتیں ہیں کہ ابتداء میں ایسی گرمی چاہیئے۔ جس کے ساتھ رطوبات بھی شامل ہوں مثلاً گرم پانی کی بھاپ سے حرارت پیدا کی جائے۔ دوسری صورت میں ایسی گرمی پیدا کی جائے۔ جس میں گرمی کے ساتھ خشکی بھی لازمی ہے۔ جیسے ریت اور اینٹ کی گرمی سے حرارت پیدا کرنا وغیرہ۔ تکمید تو ورم و سوزش پر ہر معالج کیا بر ضرورت استعمال کرتا ہے۔ مگر تحلیل کے راز کو وہ ہزار میں سے ایک بھی نہیں جانتا اور فرنگی طب تو ایسے اسرار و رموز اور رازوں سے بالکل خالی دامن ہے۔

یہ یاد رکھیں کہ تحلیل اسی وقت تک تو مفید ہے جب تک سوزش و ورم خشکی و بے چینی۔ انقباض و تناؤ، سوداویت کاربن اور جلن و بخار ہو۔ لیکن جب ان میں سے کوئی صورت بھی نہ ہو تو لازماً یہ تحلیل جسم میں ضعف پیدا کر دیتی ہے جیسے موم آگ پر پگھلتی ہے یا برف دھوپ میں رفتہ رفتہ ختم ہو کر پانی بن جاتی ہے۔ یہ تحلیل حرکات جسم کو بھی کم کر دیتی ہے۔ جیسے دباؤ خون کی زیادتی میں جب خون کا دباؤ قلب کی طرف ہوتا ہے تو ہارٹ فیل ہو جاتا ہے۔ یعنی اس کا فعل کثرت حرارت سے رک جاتا ہے یا جب خون کا دباؤ دماغ کی طرف ہوتا ہے تو نروس بریک ڈاؤن (تحلیل اعصاب) واقع ہو جاتا ہے۔ گویا اگر رطوبات کی زیادتی سکون سے اعضاء کے افعال میں کمی پیدا کرتی ہے تو حرارت کی زیادتی بھی تحلیل سے اعضاء کے افعال میں تفریط پیدا کر دیتی ہے۔

استاذ الاطباء حکیم احمد دین کی غلط فہمی

جناب استاذ الاطباء حکیم احمد دین نے فرنگی طب کی نقل میں نہ صرف کیفیات و اخلاط سے انکار کر دیا تھا۔ بلکہ اپنا نظریہ افعال الاعض کو بیان کرنے میں صرف اعضاء کی دو صورتیں بیان کی تھیں۔ اول کسی عضو کے فعل میں تیزی یا افراط اور دوسرے اس کے فعل میں سستی۔ لیکن انہوں نے اس افراط و تف کی وجہ صرف دوران خون کی زیادتی اور کمی کے سوا اور کچھ نہیں بتایا۔ کہ خون کی زیادتی سے اعضاء کے افعال میں تیزی کیوں پیدا ہوتی ہے اور اس کی کمی میں ا میں سستی کیوں پیدا ہوتی ہے۔ افسوس ان کو اس امر کا علم ہی نہیں تھا کہ خون کی زیادتی سے جب حرارت بڑھ جاتی ہے تو اس سے بھی اعضاء میں تحلیل ہو کر اعضاء میں ضعف اور کمی واقع ہو جاتی ہے۔

اگر وہ اس راز سے واقف ہوتے تو تفریط کی دو صورتیں تسلیم کرتے ایک سردی کی زیادتی سے اور دوسرے گرمی کی زیادتی سے لیکن ان دو صورتو کو تسلیم کرنے سے ان کو گرمی سردی سے اور خشکی تری کیفیات اور مزاج قائل ہونا پڑتا۔ اور ایورویدک اور طب یونانی کو انہوں نے جو غلط قر دیا تھا ان کو صحیح ماننا پڑتا۔ اس طرح ان کی تحقیقات کا سلسلہ ختم ہو کر رہ اس امر کو ہمیشہ ذہن نشین رکھیں کہ حقائق قدرت اور قوانین فطر کو کبھی نہ جھٹلایا جا سکتا ہے اور نہ توڑا جا سکتا ہے۔ فرنگی طب نے بھ یہی غلطی کی ہے کہ جہاں اس نے ایورویدک اور طب کو جھٹلانے اور اس کے قوانین کو توڑنے کی کوشش کی ہے۔ سیدھی راہ صرف ایک ہی ہوا کر دو نہیں ہو سکتیں۔ جب طب قدیم صحیح راہ پر ہے تو لازمی امر ہے کہ فرنگی طب راہ اور گمراہی میں مبتلا ہے۔

(باقی آئندہ)

شرح طبِ نبویؐ

از پروفیسر حکیم صوفی عبدالعزیز صاحب ایم اے ایم او ایل گوجرانوالہ

(۳)

ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ کچھ لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ے کہا۔ الکماۃ جُدَرِیُّ الاَرضِ (یعنی زمین کی چیچک ہے) مگر آپ نے فرمایا :۔ نہیں یہ زمین کی چیچک نہیں۔ الکماۃ مِنَ المَنِّ وَمَاؤُھَا شِفَاءٌ لِلعَینِ " کھنبی تو "مَنّ" کی قسم سے ہے اور اس کا پانی آنکھ کے لئے شفا ہے۔

الکماۃ	مِنَ المَنِّ	وَ	مَاءٌ
کھنبی	مَنّ کی قسم سے ہے	اور	پانی

ھَا	شِفَاءٌ	لِلعَینِ ؕ
اس کا	شفا ہے	واسطے آنکھ کے

چیچک جسم کے ردی مادہ سے نکلتی ہے۔ صحابہؓ نے مذمت کے طور کھنبی کو زمین کی چیچک کہا۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی تعریف فرمائی کہ جس طرح حضرت موسیٰ کی قوم پر من وسلویٰ نازل ہوا تھا اسی طرح کھنبی بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک عطیہ ہے۔ نہ ہم اسے بوتے ہیں نہ پانی دیتے ہیں یہ چیز خود بخود اگتی ہے اور کارآمد ہے۔ اس کے اگانے اور پالنے میں انسانی مشقت کا دخل نہیں۔ ایک حدیث میں یہ بھی آتا ہے، الکماۃ من العین والمنُّ من الجنۃ ۔ (کھنبی من کی قسم سے ہے اور من جنت کی ایک شے ہے)

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے چند کھنبیاں تین پانچ یا سات جمع کیں بعدہٗ نچوڑ کر ان کا عرق نکالا اور اسے ایک شیشی میں ڈال دیا میری لونڈی کی ایک آنکھ چندھی تھی۔ میں نے چند قطرے اسکی چندھی آنکھ میں ڈالے وہ اچھی ہو گئی۔

امام نووی رح کہتے ہیں کہ صرف کھنبی کا پانی گرمی والی آنکھ کو ٹھنڈک پہنچاتا ہے۔ لیکن اس کے پانی میں اور ادویہ بھی ملا کر استعمال کی جاتی ہیں۔ (اعتقاد کی پختگی ہو تو اندھی آنکھ بھی ٹھیک ہو جاتی ہے۔ کھنبی کو پکا کر کھانے میں بھی کئی ایک فائدے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگوانا بھی علاج میں شامل فرمایا ہے۔

ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے سنا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے نہار منہ پچھنے لگوانا بہت مفید ہوتا ہے۔ اس سے عقل بڑھتی ہے، قوت حافظہ تیز ہوتی ہے اور اگر کسی کا حافظہ اچھا ہو تو پچھنے لگوانے سے اور اچھا ہو جاتا ہے۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ جمعرات کو پچھنے لگوانا زیادہ اچھا ہے۔

اَلْحِجَامَۃُ عَلَی الرِّیْقِ اَمْثَلُ فَھِیَ تَزِیْدُ فِی العَقْلِ وَتَزِیْدُ
پچھنے لگوانا نہار منہ اچھا ہے۔ کیونکہ یہ عقل اور قوت حافظہ کو بڑھاتا ہے
فِی الحِفْظِ وَتَزِیْدُ الحَافِظَ حِفْظًا فَمَنْ کَانَ مُحْتَجِمًا ۔ اور
حافظہ رکھنے والے کی قوت حافظہ کو اور ترقی دیتا ہے۔ پس جو شخص پچھنے
فَیَوْمَ الخَمِیْسِ عَلَی اسْمِ اللّٰہِ
لگوانا چاہے تو اللہ کا نام لے کر جمعرات کو پچھنے لگوائے۔

اَلْحِجَامَۃُ	عَلَی الرِّیْقِ	اَمْثَلُ	فَ	ھِیَ	تَزِیْدُ
پچھنے لگوانا	نہار منہ	بہتر ہے	پس	یہ	زیادتی بخشتی ہے

فِی العَقْلِ	وَ	تَزِیْدُ	فِی	الحِفْظِ	وَ	تَزِیْدُ
بیچ عقل کے	اور	زیادتی بخشتا ہے	بیچ	قوت حافظہ کے	اور	زیادہ کرتا ہے

اَلْحَافِظْ	حِفْظًا	فَ	مَنْ	كَانَ	مُحْتَجِمًا
حافظ رکھنے والے کو	قوت حافظہ	پس	جو شخص	ہو	پچھنے لگوانے والا

فَ	يَوْمَ الْخَمِيْس	عَلٰى	اِسْمِ	اللّٰه	
تو	جمعرات (کو لگوائے)	اوپر	نام	اللہ تعالیٰ کے	

سنگی لگانے والا شخص نوجوان ہو تو زیادہ اچھا ہے بہ نسبت بچے اور بوڑھے کے ۔

ہسپتالوں میں اپریشن کے لئے بھی جمعرات ہی بہتر ہے ۔ ویسے اگر فوری اپریشن کی ضرورت پڑ جائے تو مجبوری ہے کسی دن کر لیا جائے ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگوانے کے لئے چاند کی تاریخیں بھی فرمادی ہیں کہ ۱۷، ۱۹ یا ۲۱ تاریخ زیادہ بابرکت ہوگی ۔

مَنِ احْتَجَمَ لِسَبْعَ عَشْرَةَ وَتِسْعَ عَشْرَةَ وَاِحْدٰى وَعِشْرِيْنَ كَانَ شِفَاءً مِنْ كُلِّ دَاءٍ ۔ جو شخص چاند کی ۱۷، ۱۹ اور ۲۱ تاریخ کو پچھنے لگوائے اسے ہر بیماری سے شفا ہوگی ۔

مَنِ	احْتَجَمَ	لِسَبْعَ عَشْرَةَ	وَ	تِسْعَ عَشْرَةَ	وَ
جس شخص نے	پچھنے لگوائے	سترہ کو	اور	انیس کو	اور

اِحْدٰى وَعِشْرِيْن	كَانَ	شِفَاءً	مِنْ كُلِّ دَاءٍ
اکیس کو	ہوگی	شفا اسے	ہر بیماری سے

ان تاریخوں میں اگر کوئی جمعرات کا دن آجائے تو وہ بابرکت ثابت ہوگا ۔ ہوئے تو جمعرات ہی کو ترجیح دے باقی دو دن چھوڑ دے اور اگر جمعرات کا کوئی دن نہ آئے تو پھر کسی تاریخ پچھنے لگوائے ۔

کبشہؓ بنت ابی بکرہ فرماتی ہیں کہ ہمارے ابا گھر کے لوگوں کو منگل کے دن پچھنے لگانے سے منع کرتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ کہ اس دن میں ایک ایسی گھڑی آتی ہے کہ اگر اس وقت خون نکالا جائے تو پھر تھمتا نہیں، ممکن ہے وہی گھڑی ہو اور انسان مر جائے ۔

اِنَّ	يَوْمَ الثُّلٰثَاءِ	يَوْمُ	الدَّمِ
بیشک	منگل کا دن	دن ہے	خون کا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بدھ کا دن بھی پچھنے لگوانے کے لئے منع فرمایا ہے کہ حضرت ایوبؑ بدھوار ہی سنگی لگوانے کی وجہ سے مصیبت میں گرفتار ہوئے ۔

وَاجْتَنِبُوا الْحِجَامَةَ يَوْمَ الْاَرْبِعَاءِ فَاِنَّهُ الْيَوْمُ الَّذِيْ اُصِيْبَ بِهٖ اَيُّوْبُ فِي الْبَلَاءِ ۔

بدھ کے دن پچھنے لگوانے سے بچو کیونکہ اسی دن حضرت ایوبؑ بیماری کی مصیبت میں گرفتار ہوئے ۔

وَاجْتَنِبُوا	الْحِجَامَةَ	يَوْمَ	الْاَرْبِعَاءِ	فَاِنَّهُ	الْيَوْمُ
اور بچو	پچھنے لگوانے سے	دن	بدھ کے	کیونکہ	دن تھا

الَّذِيْ	اُصِيْبَ	بِهٖ	اَيُّوْبُ	فِي	الْبَلَاءِ
کہ	مبتلا ہوئے	اسمیں	ایوب	بیچ	مصیبت کے

بدھ کی رات کو بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگوانے سے منع فرمایا ہے اور اس رات پچھنے لگوانے سے کوڑھ کا خطرہ ہے ۔

وَمَا يَبْدُوْ جُذَامٌ وَلَا بَرَصٌ اِلَّا فِيْ يَوْمِ الْاَرْبِعَاءِ اَوْ لَيْلَةِ الْاَرْبِعَاءِ ۔

جذام اور کوڑھ سوائے بدھ کے دن کے یا بدھ کی رات کے کبھی ظاہر نہیں ہوتا ۔

وَ	مَا	يَبْدُوْ	جُذَامٌ	وَلَا	بَرَصٌ	اِلَّا	فِيْ
اور	نہیں	ظاہر ہوتا	جذام	اور نہ	برص	مگر	بیچ

يَوْمِ	الْاَرْبِعَاءِ	اَوْ	لَيْلَةِ الْاَرْبِعَاءِ
دن	بدھ کے	یا	رات بدھ کی کے ۔

باقی آئندہ

حقیقت اشیا مسلسل

تحقیق و تدقیق اور ریسرچ صرف یورپ و امریکہ اور روس و چین کا ہی حق نہیں ہے

تحقیقات علم الادویہ

(از حکیم انقلاب المعالج صابر ملتانی)

احساس و ادراک اور قیاس کی بالفعل تشریح

تجربات کا بالفعل عمل:۔ جب دوا کا تجربہ کرنا مطلوب ہو۔ اس کا مفرد ہونا ضروری ہے۔ بلکہ مفرد دوا جن عناصر یا اجزاء سے مرکب ہو ان کا جاننا بھی ضروری ہے۔ اگر کوئی دوا مرکب ہو تو لازم ہے کہ اس مرکب میں جو مفرد ادویات ہیں ان کے وہ پورے طور پر تجربہ شدہ ہوں یعنی ان کے افعال و اثرات اور خواص و فوائد کا پورا پورا علم ہو تا کہ مرکب دوا کے تجربات میں رہنمائی کریں۔ ان کو ذیل کے اصولوں پر تجربات کریں۔

اول، تجربہ کے لئے مطلوبہ مفرد دوا کے افعال و اثرات اور خواص و فوائد کو دو تین مستند طب طبی کتب سے مطالعہ کرکے ان کے مزاج و کیفیات اور اخلاط کو سمجھنے کے بعد ان کو بالاعضاء تعین کرنا چاہیئے۔

دوسرے، اپنے تعین کرنے کے بعد افعال و اثرات اور خواص و فوائد کو ایورویدیک و فرنگی طب اور ہومیوپیتھی کے ساتھ تطبیق دینے کی کوشش کریں جہاں جہاں اختلافات پائیں ان کو نوٹ کریں اور اختلاف کی وجہ معلوم کریں

تیسرے، یہ معلوم کریں کہ طب یونانی کے علاوہ دیگر طریق علاج میں یہ دوا کن کن امراض و علامات میں استعمال کی گئی ہے؟ اور کن کن مقداروں میں دی گئی ہے؟ جن جن امراض و علامات میں دی گئی ہیں۔ اور جن امراض و علامات میں دی گئی ہیں ان کا تعلق اس عضو یا ان اعضاء کے ساتھ ہے جس کے لئے ہم نے تعین کیا ہے؟ اور مختلف مقداروں میں یا کم از کم اور زیادہ سے زیادہ مقداروں میں استعمال کرنے سے کیا کیا فرق بیان کئے گئے ہیں۔

مثلاً ہم نے ایک دوا کی کیفیات و مزاج اور اخلاط کا تعین کرنے کے بعد اس کے اثرات دماغ و اعصاب پر تعین کئے ہیں یعنی اس سے اعصاب کے فعل میں تیزی پیدا ہو جاتی ہے۔ مختلف مقداروں میں ان کے افعال و اثرات میں کمی بیشی پیدا ہو جاتی ہے ساتھ ہی اس امر پر غور کر دیں کہ دماغ و اعصاب کے بعد اس کا اثر دل پر پڑتا ہے یا جگر پر۔ اور وہ اثر کس قسم کا ہے؟ نظریہ مفرد اعضاء کے تحت اس طرح غور کریں کہ اگر کوئی دوا محرک اعصابی ہے تو وہ اعصابی غدی ہے، یا اعصابی عضلاتی ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ جو ادویات اعصابی ہیں تو یقیناً غدی محلل اور عضلاتی مسکن ہوں گی۔

چوتھے، اس تعین کے بعد اس دوا کا سفوف تیار کر لیں۔ اگر تلخ ہو تو گولیاں تیار کر لیں اور قابل حل ہے تو اس کا محلول بھی تیار کر لیں۔ پھر اس کا استعمال اس انداز میں کریں کہ دنیا میں کوئی انسان ایسا نہیں ہے جس کے کسی نہ کسی عضو رئیس کی طرف دوران خون تیز نہ ہو اس لئے پہلے دوا کو قلیل مقدار میں اسی تحریک کے لئے ترتیب جو اس میں پائی جاتی ہیں۔ مثلاً دوا میں اعصابی تحریکات پائی جاتی ہیں تو اسی قسم کے تندرست انسان میں دیں پھر اس حد تک بڑھا دیں کہ اس کے لئے تکلیف کا باعث نہ ہو جب یقین ہو جائے کہ واقعی اس سے تندرست انسان کے عصبی افعال میں تیزی پیدا ہو گئی ہے تو پھر کسی ایسے مریض کو قلیل مقدار سے کہ اس حد تک استعمال کرائیں کہ اس کی تکلیف میں اضافہ نہ ہو اس کے مرض اور علامات میں بھی حسب منشا اضافہ ہونے پر یقین ہو جائے گا۔ کہ واقعی دوا کے افعال و اثرات صحیح ہیں۔ بعض دفعہ قلیل مقدار میں دوا دینے سے طبیعت مدبرہ بدن مرض کو رفع کر دیتی ہے۔ جیسے ہی آرام آجانے پر پھر زیادہ سے زیادہ مقدار دوا دیکر اثرات اور افعال کو مرتب کریں۔

محرک اعصاب دوا اس قسم کے مریض کی تحریک پر استعمال کرانے کے بعد پھر ایسے ہی تندرست اور مریض انسان پر استعمال کرائیں۔ جس کے اعصاب

ہیں تو تسکین سادہ ہو پھر ایسے مریض پر جس کے اعصاب میں تسکین متقفہ ہو افعال و اثرات نوٹ کریں۔ مقدار خوراک کا فرق بھی دیکھ لیں۔ لیکن اس طرح مریض کا مرض رفع ہو جاتا ہے ایسی صورت میں دوا جاری رکھیں اور مقدار زیادہ سے زیادہ بڑھا دیں لیکن اس حد تک کہ قابل برداشت ہو۔ پھر دوا کے افعال و اثرات کا مطالعہ کریں کہ واقعی اس میں اعصابی تحریک کی صورت پیدا ہو گئی ہے اس طرح دوا کے صحیح افعال و اثرات مرتب ہو جائیں گے۔ مریض کا شفایاب ہونا سب سے بڑا ثبوت ہے۔

ان تجربات میں بیک وقت ایک دو انسان نہیں ہونے چاہئیں بلکہ کوشش کرنی چاہئے کہ متعدد انسان زیر تجربہ ہو جانے چاہئیں تاکہ ان افعال و اثرات کے ساتھ ساتھ خواص و فوائد بھی مرتب کر سکیں۔ مثلاً ایک اعصابی دوا کا سر سے کر پاؤں تک کے اعصاب میں کن کن پر زیادہ اور شدید اثر پڑتا ہے اور کن پر کم اثر پایا جاتا ہے یہی اس کی بالخاصہ صورت ہوگی۔ اور اسی حصہ جسم کے اعصاب کے لئے وہ دوا مخصوص کر دی جائے گی اگرچہ ضرورت کے وقت ہم اس سے دیگر اعضاء کے اعصاب میں بھی تیزی کا پیدا کر سکتے ہیں مگر وہ خاص عضو زیادہ متاثر ہو گا ایسے تجربات بے حد احتیاط سے کئے جاتے ہیں۔

اسی طرح دوا کے افعال و اثرات بیرونی طور پر بھی حاصل کرنے چاہئیں۔ مثلاً تندرست مقام پر دوا کا سفوف ملیں یا اس کا خشاندہ اور جوشاندہ ڈالیں۔ تیل میں جلا کر مالش کریں۔ اسی طرح مریض مقام مثلاً درد ورم اور سوزش و زخم پر اس کے اثرات و افعال حاصل کریں۔ جو دوا آنکھ کان اور ناک کے لئے بھی اثرات رکھتی ہو۔ تو وہاں پر بھی استعمال کریں۔ اور نتائج کو نوٹ کرتے جائیں۔ اس طرح کے تجربات جن ادویات پر کئے جاتے ہیں وہ تو اس سے یقینی بے خطا خواص و فوائد حاصل ہو جاتے ہیں۔

اس امر میں کوئی شک نہیں کہ بعض انسان نازک مزاج ہوتے ہیں اور بعض سخت طبع اور بعض جنگلی قسم کے انسان جن کے مزاج کی شدت حیوانات سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔ اسی طرح بچوں کے مزاج میں گرمی تری (اعصابی غدی) غالب ہوتا ہے۔ جوانوں میں گرمی خشکی کا مزاج (غدی عضلاتی) غالب ہوتا ہے۔ اسی طرح بوڑھوں میں سردی خشکی کا مزاج (عضلاتی اعصابی) غالب ہوتا ہے اور عورتیں مردوں سے زیادہ نازک ہوتی ہیں اور ان کا مزاج زیادہ تر غدی رہتا ہے۔ چاہے غدی اعصابی ہو یا غدی عضلاتی۔ اعصابی بہت کم ہوتا ہے اور عضلاتی بالکل نہیں ہوتا۔ اس لئے ہر ایک پر ادویات کے تجربات کرتے ہوئے دوا کی مقدار اور خوراک کو مزید مدنظر رکھنا چاہئے۔ اس طرح غلطی نہیں پیدا ہوتی اور نتائج صحیح حاصل ہوتے ہیں۔

تجربات میں کیمیاوی اثرات

مندرجہ بالا تجربات مشینی اور فعلی ہیں۔ لیکن ہر دوا و غذا اور ہر شے کا ایک اثر کیمیاوی بھی ہوتا ہے۔ اگرچہ کیمیاوی اثرات بھی مشینی و فعلی اور اعضائی ہوتے ہیں۔ لیکن جب تک کیمیاوی اثرات خون میں غالب نہ ہوں تو وہ کسی عضو میں فعلی اثرات کیسے کر سکتے ہیں۔ بس ہر دوا و غذا اور شے جو اثرات خون میں شامل کرتی ہے جیسے اجزاء و عناصر اور ارکان خون میں۔ بس یہی کیمیاوی اثرات ہیں۔ مثلاً کبھی خون میں کسی دوا و غذا اور شے سے صفراء و حدت بڑھ جاتی ہے۔ کبھی خون کی زیادتی و جوش پیدا ہو جاتا ہے۔ کبھی بلغم و رطوبت اور رقت بڑھ جاتی ہے کبھی خون میں سوداء و غلظت اور ریاح کی زیادتی ہو جاتی ہے۔ کبھی کھاری پن اور کبھی ترشی زیادہ ہو جاتی ہے فعلی اور کیمیاوی اثرات کا فرق یہ ہے کہ فعلی اثر وقتی ہوتا ہے اور کیمیاوی اثر دائمی اور مستقل ہوتا ہے۔ مرض اور شفاء اس وقت تک مستقل نہیں ہوتے۔ جب کیمیاوی اثرات غالب نہ ہو جائیں۔ کیمیاوی اثرات کے بعد ہی بالخاصہ اثرات پیدا ہوتے ہیں۔

بقیہ — نیا جال لائے پرانے شکاری

زرے مخاطب ہو کر۔ جب حکیم صاحب جائیں تو تین ڈبے بیکو کی پیٹری کے گاڑی میں رکھ دینا "قریشی صاحب آپ بہت زیادہ تکلف کر رہے ہیں بھلا آپ کی محبت کا شکریہ ہاں تو میں بتلانے لگا تھا کہ وہ زندگی بھر کیسے قابو آیا۔ جناب قریشی صاحب خدا کا شکر کریں کہ میں بالکل وقت پر پہنچ گیا ورنہ بالکل چھوٹ جاتا۔ لیکن پھر بھی مجھے بہت محنت کرنی پڑی وہاں پر آپ کے خلاف ایک بہت بڑے فراڈ کی تیاری ہو رہی تھی۔ جس میں زیادہ تر صابر ملتانی کے سپرد کی جانے والی تھی۔ جس کا سب سے بڑا مقصد آپ کی ریاست ملکہ میں بتدریج گرفتار کرنا رکھا گیا تھا۔

(باقی آئندہ)

یقینی بےخطا مجرّبات

از حکیم انقلاب المعالج صابر ملتانی

نوٹ :- مجربات کا ایک سلسلہ جو اپنے اثرات میں بےخطا اور تیر بہدف ہے۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ ہر نسخہ اپنے اندر امراض کے دفع کے لئے خاص قسم کی خوبیاں اور اثر رکھتا ہے اگر کوئی نسخہ غلط ہو تو ہم نہ صرف نسخہ کی قیمت اور محنت ادا کریں گے۔ بلکہ ان شکایات کو رسالہ میں بھی درج کریں گے البتہ اس کے استعمال میں اس امر کا مزید خیال رکھا جائے۔ جن علامات کے لئے نسخہ لکھا گیا ہے ان کو مد نظر رکھنے میں تسلی کر لی جائے۔ (ادارہ)

تشریح گزشتہ چار شماروں میں اخراج خون، سیلان رطوبت اور اختناق الرحم، ذکاوت حس کے متعلق جو تحقیقات اور فلسفہ ذہن نشین کرایا گیا ہے ان کو ایک بار پھر غور سے پڑھیں پھر اس حقیقت کو بھی ذہن نشین کر لیں کہ عورتوں میں دودھ کی کثرت قلب میں وہی اسباب و اثرات کام کرتے ہیں جو سیلان رطوبت اور ذکاوت حس میں کام کرتے ہیں۔ البتہ یہ دیکھا گیا ہے کہ ایسی مائیں دودھ کی کثرت کی اکثر شکایات کرتی ہیں، جن کو اپنے بچوں سے غیر معمولی محبت ہوتی ہے ایسی محبت کو اگرچہ صحیح معنوں میں محبت نہیں کہا جا سکتا۔ بلکہ دیوانگی کہنا بہتر ہے۔ ایسی عورتیں حقیقتاً بچوں کی صحیح معنوں میں خیر اندیش نہیں ہوتیں۔ ان کی محبت بچوں کو غذا کھلانے اور اس کو ہر جسمانی تکلیف سے بچانا ہوتا ہے چاہئے بار بار کے دودھ پلانے اور غذا کھلانے سے بچہ بیمار ہو جائے۔ جسمانی تکلیف سے اس حد تک بچاتی ہیں کہ بچہ بے علم اور جاہل رہ جائے مگر وہ استاد کی گھرکی بھی بچہ کو دینا پسند نہیں کرتیں اور اپنے جنون کی یہ حالت ہوتی ہے کہ جب وہ غصہ میں ہوتی ہیں تو بچے کو مار مار کر ادھ موا کر دیتی ہیں اور پھر پاس بیٹھ کر روتی ہیں اور حقیقت کو سمجھانے بھی نہیں سمجھتیں۔

یہ حقیقت ہے کہ جب بھی ان کا بچہ روتا ہے دودھ کثرت سے بہنے لگتا ہے۔ گویا دودھ کا سیلان اور اخراج ماں کی جبلت ہے جو انسان کی طرح حیوانات میں بھی پائی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب گائے، بھینس اور بھیڑ بکری کا دودھ دوہتے ہیں اس کے بچے کو سامنے کھڑا کر دیتے ہیں یا چند گھونٹ اس کو پہلے دودھ پلا دیتے ہیں اور جن جانوروں کے بچے مر جاتے ہیں ان کے دودھ بالکل کم ہو جاتے ہیں یا سوکھ جاتے ہیں۔ مگر ذکی الحس ماؤں کا دودھ اس وقت تک رہتا ہے جب تک وہ بچہ کے غم میں مبتلا رہتی ہیں۔

بعض دفعہ ایسا بھی دیکھا گیا ہے کہ بچہ کی ماں کے مر جانے کے بعد بچے کو اس کی بوڑھی دادی یا نانی نے اپنے سینے پر ڈال لیا ہے تو چند دنوں کے بعد اس کو بھی دودھ جاری ہو گیا ہے۔ ایک بار یہ بھی سنا گیا تھا کہ بچے کی ماں کے مر جانے پر باپ نے بچے کو اپنے سینہ پر ڈال لیا ہے اور ماں کی طرح دودھ پلاتا ہے یہ سب کچھ شدت محبت سے ہوتا ہے جو جنون کی حد تک پہنچ گئی ہو یا ذکاوت حس سے بھی عمل میں آ سکتا ہے۔

اس تصویر کا دوسرا پہلو آج کل کی عورتیں ہیں جو فیشن پرستی کی وجہ سے بچوں کو اس لئے دودھ نہیں پلاتیں کہ (۱) وہ کمزور ہو جائے گی اور جوانی جلد ڈھل جائے گی (۲) ان کا سینہ بڑا ہو جائے گا۔ اور بدنما لگے گا۔

(۳) ملازمت کے خیال سے دودھ روک دیتی ہیں کہ ان کو زیادہ وقت گھر سے باہر رہنا پڑتا ہے۔ ان میں سکول کی استانیاں، کالج کی پروفیسر، دفتر کی کلرک، لیڈی ڈاکٹر اور نرسیں خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ لیکن ان سے بھی زیادہ خوفناک طبقہ ان عورتوں کا ہے۔ جو مزدور، فوجی ملازم (جیسا کہ وہ ہوائی، سمندری، پیدل فوج میں شریک ہیں) رقاصائیں، ایکٹرسیں، ورزش کرنے والیاں خاص طور پر سکول اور کالج کی فزیکل انسٹرکٹر، ٹیچر اور گرل گائیڈ وغیرہ۔ کیونکہ ایسی عورتوں کے عضلات (مسلز) سخت ہو جاتے ہیں جن سے ان میں انقباض پیدا ہو کر ضعف اعصاب پیدا ہو جاتا ہے نتیجہ کے طور پر احساس ہمدردی جذبہ محبت اور ذکاوت حس میں بھی کمی واقع ہو جاتی ہے۔

ابتدائی زندگی میں تو یہ جذبہ اور احساس کم نہیں ہوتا بلکہ خود اختیار کیا جاتا ہے۔ مگر رفتہ رفتہ یہ سب کچھ ختم ہو جاتا ہے۔ اسی طرح کی ایک غلط رسم زمانۂ قدیم سے بھی امراء کے طبقہ میں پائی جاتی ہے کہ وہ اپنے بچوں کو دودھ ماں کی بجائے نوکرانی سے پلواتے ہیں۔ جس کی وجہ سے ایک طرف دودھ کے رک جانے سے ماں کی صحت خراب ہو جاتی ہے دوسری طرف بچہ ایسی عورت کا دودھ پیتا ہے جس کے خون و اعضا کی بیماریوں کے علاوہ اس کے کردار کی خرابی بچہ کی زندگی میں بے شمار خرابیاں پیدا کر دیتی ہے۔ اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ امراء کے طبقہ میں نزاکت و نفاست تہذیب تمدن اور ثقافت و اخلاق کی قدریں پائی جاتی ہیں وہ نوکرانی میں کہاں پائی جاتی ہیں۔ البتہ ان امراء خاندانوں کے لئے جائز ہے جو اپنی نوکرانیوں اور کمین سے شادی کر لیتے ہیں۔

عورتوں میں صحیح دودھ کی پیدائش کا تصور یہ ہے کہ بچہ کی پیدائش سے لے کر دو سال تک بچے کی ضرورت کے مطابق اس کو دودھ میسر ہو۔ ابتدا میں بچہ کو دو دو گھنٹہ بعد دودھ دینا چاہئیے۔ پھر یہ وقفہ بڑھا کر چار چار گھنٹے کر دینا چاہئیے۔ اگر بچے کی ضرورت پوری نہ ہو تو اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے دودھ کو غذا اور ادویہ سے بڑھانے کی کوشش کرنی چاہئیے اور اگر ان دو سالوں کے دوران میں کسی وقت بھی دودھ ضرورت سے زیادہ ہو تو اس کو اعتدال پر لانے کی کوشش کرنی چاہئیے۔ ورنہ اس کی زیادتی اکثر امراض پیدا کر دیتی ہے۔ جس میں ورم ثدی قابل ذکر ہے۔

ابتدائی دو سالوں میں جب دودھ کی کمی ظاہر ہوتی ہے تو ساتھ ہی ساتھ گائے بھینس اور بکری کا دودھ بڑھا دیا جاتا ہے۔ یا آج کل کی فیشن ایبل عورتیں فرنگی ڈاکٹروں کے کہنے پر ڈبوں کا دودھ لگا دیتی ہیں۔ یہ دونوں صورتیں نقصان دہ ہیں اس سے نہ صرف بچے کی صحت خراب ہو جاتی ہے بلکہ بچپن ہی سے اعضا اور ہضم خراب ہو جاتے ہیں اور بچہ ساری زندگی دائم المریض رہتا ہے۔ اکثر ایسے بچے چھوٹی عمر یا جوانی میں مر جاتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ ڈبوں کے دودھ ہی سے دق و سل ضعف قلب اور دماغ جیسے خوفناک امراض پیدا ہوتے ہیں۔ جو بچے صرف ماں کا دودھ دو سال تک پیتے ہیں نہ صرف تندرست رہتے ہیں بلکہ لمبی عمر پاتے ہیں۔

بعض عورتیں اپنے دودھ کے ساتھ گائے بھینس اور بکری کا دودھ۔ یا مکھن بالائی اور حلوہ مٹھائی لگا دیتی ہیں تاکہ رفتہ رفتہ بچہ ان اغذیہ کا عادی ہو جائے۔ اور جلد دودھ چھوڑ دے دو سال تک ایسا کرنا بچے کے لئے نقصان رساں ہے۔ دو سال دودھ پلانا ضروری ہے البتہ جب دودھ چھڑانے کا وقت قریب ہو تو اول بکری کا دودھ اور پھر گائے بھینس کا علی الترتیب دودھ پلائیں۔ کچھ عرصہ بعد دلیا چاول کی عادت ڈالیں۔ گاہے حلوہ اور مٹھائی بھی دیں لیکن روزانہ ثقیل اشیاء نہ دیں۔ ایک وقت روٹی کی عادت ڈالیں اور جوانی تک صرف ایک وقت روٹی دیں۔ دوسرے وقت چاول دلیا اور دودھ وغیرہ دیتے رہیں۔

دودھ اور حیض کا ایک گہرا تعلق ہے کہ بعض عورتوں کو جہاں حیض بند ہوا۔ (حمل کی وجہ سے یا بلا حمل) وہاں پستانوں میں دودھ کی پیدائش شروع ہو گئی۔ بعض وقت اس کے دباؤ سے درد شروع ہو جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دونوں صورتوں کا تعلق غدی اعصابی اور اعصابی غدی کی وجہ سے ہے۔ اسی طرح لڑکیوں کو ابتدائی جوانی میں سینے کی گلٹیوں میں درد اور کبھی کبھی سفید پانی رستا ہے اس کی وجہ جسم میں لذت و محبت کی بیداری ہوتا ہے۔

دودھ کی کمی بیشی، غذا کی کمی بیشی اور فاقہ کشی، خوش خوراکی خون کی کمی بیشی اور جسمانی کمزوری اور غریبی بھی ہوتا ہے۔ بعض دائمی طویل اور خوفناک امراض خصوصاً قلبی (عضلاتی) امراض میں دودھ کم اور دائمی نزلہ و زکام اور سوداوی و عصبی امراض میں دودھ بڑھ جاتا ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ اعصاب کی تیزی سے دودھ بڑھ جاتا ہے۔ اور عضلات کی تحریک اور خشکی سے دودھ بند ہو جاتا ہے اور غدود کی تیزی سے دودھ میں کمی واقع ہو جاتی ہے جن کے مجربات حسب ذیل ہیں

نسخہ برائے کثرت اللبن تخم ترب دو چھٹانک، بادیاں تین چھٹانک سفوف تیار کریں۔ خوراک ۳ ماشہ سے ۶ ماشہ تک ہمراہ۔ دودھ صبح اور شام دیں۔ غذا میں زیادہ تر دودھ چاول حریرہ بادام۔ حلوہ اور فرنی وغیرہ دیں۔

نسخہ برائے قلت اللبن تخم میتھی سات چھٹانک، دومائی ایک چھٹانک سفوف کریں خوراک ایک ماشہ سے ۳ ماشہ تک۔ غذا میں اچار اور چٹنی وغیرہ کا اضافہ کر دیں۔ اگر دودھ کی بہت زیادہ کثرت ہو تو دودھ کا تیلا تیل لیپ بھی دو تین بار کر دیا کریں۔ غذا میں دودھ گھی اور چاول بلکہ گوشت تک بند کر دیں۔

کاروائی اجلاس حلقہ لائلپور

محترمہ استاد المکرم معظم بزرگوارم جناب حکیم انقلاب صابر ملتانی صاحب زاد اقبالکم

اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

حلقہ لائل پور کے ممبران تحریک تجدید طب کا پہلا اجلاس مورخہ ۸؍ جون ۱۹۶۲ء بروز جمعۃ المبارک زیر صدارت جناب حکیم محمد شریف صاحب فاضل طب جدید منعقد ہوا جو کہ نہایت ہی کامیاب رہا۔ یہ ہمارا پہلا اجلاس تھا۔ ہمیں امید ہے کہ آئندہ ہمارے اجلاس اس سے بھی زیادہ خوش اسلوبی کے ساتھ انجام پاتے رہیں گے۔ اجلاس کے شروع میں جناب حکیم محمد صدیق صاحب شاہین نے خطبہ استقبالیہ پڑھا جو لفظ بہ لفظ پیش خدمت ہے اس کے بعد جناب حکیم محمد شریف صاحب نے فن تجدید طب پر کافی روشنی ڈالی۔ جناب حکیم محمد شریف صاحب کے بعد جناب حکیم شوکت علی صاحب جڑانوالہ نے نظریہ مفرد اعضاء پر تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ تک فصیح و بلیغ الفاظ میں روشنی ڈالی اس کے بعد دعائے خیر مانگی اور اجلاس کو ملتوی کر دیا۔ تمام دوستوں کی طرف سے السلام علیکم۔)

خادم تحریک تجدید طب —— حکیم مشتاق احمد نزد مندر جوالا نگر لائل پور

تحریک تجدید طب کے گرامی القدر ممبران! میں آپ کی تشریف آوری کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے اپنے بعض ضروری نجی اور ذاتی مشاغل کو چھوڑ کر جماعت کی فلاح و بہبود کی خاطر اپنے قیمتی وقت کا کچھ حصہ نکالا۔ آپ کو جس مقصد کے لئے تشریف لانے کی زحمت اٹھانی پڑی۔ اگرچہ فرداً فرداً آپ میں سے ہر شخص اس سے باخبر ہے لیکن اس مختصر مگر مستقبل کی کامیابیوں و کامرانیوں کی حامل جامع کڑی کی پہلی نشست میں بھی آپ سے آپ کے اس عہد کی تجدید اور اعادہ کروانا چاہتا ہوں کہ ہم میں سے ہر ایک اس فن شریف کی عزت و توقیر کو برقرار رکھنے کے لئے حتی الامکان کسی قسم کی قربانی سے ہرگز گریز نہیں کرے گا جو نہ صرف اسکی اپنی ذات کی بہتری شہرت و منفعت کا حامل ہے بلکہ اس کے سے لواحقین کی زندگیوں کو سہارا دینے کا بھی باعث ہے۔

۲۔ پھر جو فن عزیز نہ صرف مفید بلکہ اپنی ذات میں دوسرے طریقہائے علاج میں سے ایک ممتاز ترین درجہ رکھتا ہے۔ میرے خیال میں اگر اسکی بقا اور ترویج و توسیع کے لئے جس طرح اور جس قدر بھی ممد ہو سکیں کم ہے۔ بعض دوستوں کو اکثر شکایات کرتے سنا گیا ہے کہ اول تو نظریہ مفرد اعضاء کوئی نئی چیز نہیں ہے وہ پرانی یونانی طب ہے۔ جس میں کوئی جدت نہیں اور اگر کوئی ہے تو پھر موجد نظریہ کھل کر سامنے آئیں، اپنی تحقیقات کو سامنے لائیں۔ وہ بخل سے کام نہ لیں تو اس کا جواب عرض ہے۔ اول تو نظریہ مفرد اعضاء ایک ایسی دولت سے معمور خزانہ ہے جس سے دنیا قبل از وقت بالکل بے خبر تھی۔ اور اگر اُسے یونانی ہی مان لیں تو آپ یوں سمجھ لیں کہ جیسے قوموں کی روحانی اخلاقی اقدار کو مٹتے ہوئے دیکھ کر [illegible] اللہ تعالیٰ اپنے بعض برگزیدہ بندوں کو ان کی [illegible] کے لئے منتخب فرماتے رہے اور وہ نئے نئے انداز اور فرمانوں سے [illegible] ذہن نشین کرتے رہے ہیں اس طرح فن طب کو برباد ہوتے دیکھ کر اللہ تعالیٰ نے حکیم انقلاب کو منتخب فرمایا۔ جنہوں نے صحت قائم کر دی اور اس کے بعد نئے نظریہ کا وجود ناممکن ہے۔

تاریخ میں پہلے حکیم مستقل یوں سے ہے کہ آپ کوئی ایسا حکیم یا طبیب نہیں بتا سکتے جس نے اس دریا دلی سے علم وفضل کے خزانوں کے منہ کھول دیئے ہوں جس طرح صابر ملتانی نے اس کو عام ارزاں فرمایا۔ یہی وجہ ہے کہ ان لوگوں کی وفات کے بعد جوں جوں اُن کی قلمیں بیاضیں ہاتھ لگتی رہیں۔ تو ہوس کار لوگوں نے طلب زر کے لئے انہیں تجارتی رنگ میں رنگ کر غلط قسم کی تشبیہیں گھڑ کر اور رائی کو پہاڑ بنا کر لوگوں کے سامنے پیش کیا اور ان کے مرکبات۔ معمولی مطب نسخہ جات کو بیاض صدری فلاں اور فلاں کے ناموں سے پیش کیا۔ جنہیں غلط قسم کے فن ناآشنا اطباء نے اُن کے نسخہ جات کو حقیقی علم سمجھ کر ہاتھوں ہاتھ لے لیا۔ لیکن صابر ملتانی نے اپنے سینہ کے رموز و انکشافات الفاظ میں بیان کر دیئے۔ نہ صرف علم الامراض و اسباب ماہیت و کیفیت مرض بلکہ ساتھ ہی ساتھ اپنا ہر نسخہ صفحہ قرطاس پر سپرد قلم کر دیا۔ جو اُن کے پاس تھا۔ اور کچھ باقی ہیں اُسے پیش کر رہے ہیں۔

(۳)۔ مزید برآں جو صابر ملتانی اور نظریہ مفرد اعضاء کی نمایاں خوبی ہے وہ یہ ہے کہ آج تک تمام اطباء و حکماء اور ڈاکٹر و وید صاحبان مرکب اعضاء کے امراض میں بلا تخصیص مرکب اور غلط قسم کے علاج بتاتے چلے آئے مثلاً خرابی معدہ، فساد معدہ، سوزش جگر، طحال۔ بخار، درد، امعاء دل و دماغ کی مرکب بیماریاں اور مرکب علاج پیش ہوتے چلے آئے۔ لیکن نظریہ مفرد اعضاء نے ہمیں یہ بتا دیا کہ اس مرکب عضو میں سے بیک وقت کوئی ایک مفرد عضو ہی بیمار ہوگا۔ اگرچہ اس کا کسر و انکسار اور فعل و انفعال کی بدولت دوسروں پر بھی اثر ہوگا اور علاج کرتے وقت بھی ہمیں وہی مفرد عضو مدنظر رکھنا ہوگا۔ جس میں حرارت رطوبت یبوست کی افراط و تفریط کی بدولت جس کا فعل حد اعتدال سے ہٹ گیا ہوتا ہے۔

۴۔ اب رہا صابر ملتانی کے اس فن کو باکمال اور جامعیت کے ساتھ پیش کرنے کا سوال تو اس کا جواب یہ ہے۔ صابر ملتانی کو بیک وقت کئی محاذوں کے خلاف بیک ہی برسرپیکار ہونا پڑا۔ ایک طرف مغربی طب کی دولت اور پروپیگنڈا کی بے پناہ غلط قسم کی یورش و یلغار، دوسری طرف اطباء کا ذہنی اختلاف کہ وہ خود اپنے فن کو ادھورا اور نامکمل سمجھ کر مغرب کی تقلید کو سراہنے لگے۔ تیسرے آپ لوگوں کو سمجھانا اور اپنا صحیح نظریہ پیش کرنا۔ اندریں حالات جوں جوں وقت ساتھ دے گا وہ تدریج آپ کو زیادہ سے زیادہ اپنی معلومات اور خیالات ہی نہیں بلکہ افکار کی کیفیت سے روشناس کرانے چلے جائیں گے۔ صابر ملتانی کو کسی کی ذات سے کوئی واسطہ نہیں اور نہ ہی انہیں کسی کی ذات سے عداوت ہے۔ بلکہ وہ ان غلط طبی شطرنج کے مہروں کی حقیقت سے روشناس کرا رہے ہیں جنہیں ہم اس عبرت افروز دار روئے مفرد اعضاء سے قبل طب کے دیوتا تسلیم کرتے تھے اور جو ہماری سادگی سے فائدہ اٹھا کر ہمیں بھول بھلیوں میں اُلجھا رہے ہیں۔

اگر کوئی اسے پگڑی اچھالنا سمجھتا ہے یا بُرا بھلا کہتا ہے تو وہ یا تو انہی مہروں سے کوئی مہرہ ہے جنہیں اپنے جھوٹے وقار کی عظیم عمارت کی بنیاد اکھڑتی نظر آ رہی ہے یا فن ناآشنا اُن کے آلہ کار۔

۵۔ اول اول حقیقت کے پجاری ہمیشہ چند معدودے لوگ ہی ہوتے ہیں۔ جن کی مجموعی کوششوں کی بدولت آخر یہ چند لوگ چند در چند ہو جاتے ہیں۔ ہم سب پر فرض عائد ہوتا ہے کہ ہم اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھنے اور اس پر پوری مہارت حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ اس کی وسعت و اشاعت کے لئے اپنے آپ کو تیار کریں اور اس بھری بزم میں حلفیہ بیان دیں۔ کہ ہم اس نظریہ کو اپنائیں گے اور کسی قسم کی دوا استعمال نہ کریں گے۔ ہماری تشخیص و تجویز نظریہ مفرد اعضاء کے تحت ہوگی اور صابر کی اس امانت کے صحیح امین ثابت ہونے کی کوشش کریں گے۔ اور اس فن کے شایانِ شان مقام کے حصول کے لئے کسی قسم کی قربانی سے گریز نہ کریں گے۔

نیز یہ طے پایا کہ ہر ماہ کی پہلی اتوار کو جملہ ممبران کی ایک خصوصی میٹنگ ہوا کرے گی۔

۲۔ ہر اتوار کو ایک عام میٹنگ ہوا کرے گی۔ جس میں درس و تدریس کا سلسلہ ہوگا۔ اس میں ہر شخص کو ہر قسم کے سوالات کرنے کی اجازت ہوگی۔

طابع و ناشر .... حکیم انقلاب المعالج صابر ملتانی
طبع .... پاکستان پرنٹنگ ورکس میکلوڈ روڈ لاہور
مقام اشاعت .... دفتر رہبر بلشین فرنٹ فیض باغ - لاہور

ریویو کتب و رسائل ——— صحیح اور صالح نقد و نظر علم و فن کی ترقی ہے۔

تنقید و تبصرہ

نام کتاب :- رموز کیمیا - خاص نمبر ماہنامہ اسرار الحکمت ——— مرتبہ :- جناب حکیم نور محمد صاحب چوہان
حجم :- ۱۸×۲۳/۸ کے ۹۸ صفحات - کاغذ اخباری ، ٹائیٹل مناسب
قیمت :- مبلغ دو روپے - ماہنامہ کا سالانہ زر تبادلہ مبلغ ساڑھے چار روپے ۔
ملنے کا پتہ :- دفتر رسالہ اسرار حکمت ۱۸/۳ پیر مکی شریف لاہور - ۲

یہ بالکل سچ ہے کہ سونا بن سکتا ہے ہر وہ شے بن سکتی ہے جو پیدا نہیں ہوتی۔ سونا کانوں میں بنتا ہے پیدا نہیں ہوتا۔ جو کیمیاوی ترتیب و تغیر مع ترقی ارتقاء کانوں کے اندر حاصل ہوتا ہے جس سے وہ سونا بن جاتی ہے۔ وہی صورت انقلاب جہاں میسر ہو ہر دھات سونا بن سکتی ہے۔ یہی صورت چاندی کی بھی ہے۔ سونا بنانا تو کچھ مشکل نہیں ہے البتہ کسی دھات کو رنگنے کے لئے رنگ تیار کرنا مشکل ہے جو اس کو تیز یا ہلکی آگ پر رنگ دے کہ اس کا کایا کلپ کرے اور اسکی ماہیت بھی تبدیل کر دے۔

اعمال کیمیاوی میں اہم نکتہ یہ ہے کہ ایسا رنگ تیار کر لیا جائے جو دھاتوں کو رنگ دے۔ جیسے کوئی رنگ پانی، تیل اور دیگر اقسام کے محلولوں کو رنگ دیتا ہے۔ کوئی دھات بھی اس وقت تک رنگی نہیں جا سکتی جب تک وہ محلول صورت اختیار نہ کرلے یا رنگ میں اس قدر تیزی ہو کہ وہ دھات میں دخل کر کے اس کا رنگ و ماہیت بدل ڈالے۔ دھاتیں ہمیشہ شدید آگ پر پگھل کر محلول ہوتی ہیں مگر شدید آگ پر ہر قسم کے رنگ جل جاتے ہیں۔ دھاتوں کو رنگنے کے لئے بھی ایسے رنگ ہونے چاہئیں کہ وہ جب آگ پر رکھے جائیں تو وہ بھی پگھل جائیں لیکن بالکل نہ جلیں اور انکا رنگ بھی قائم رہے اس مقصد کے لئے جو رنگ تیار کئے جائیں وہ دھاتوں ہی سے تیار کئے جا سکتے ہیں۔ مگر دھاتوں کے رنگوں میں بھی یہ خوبی ہونی چاہئے۔ کہ وہ شدید آگ پر قائم رہنے اور پگھل جانے کے ساتھ ساتھ اپنے اندر نفوذی قوت بھی رکھتے ہوں، یعنی ان میں ایسی قوت ہونی چاہئے کہ پگھل جانے کے ساتھ فوراً دھاتوں کے اندر دھنسنے اور جذب ہونے کی قوت رکھتے ہوں۔

رموز کیمیا میں ایسے ہی اعمال بیان کئے گئے ہیں جو شمس و قمر کی تیاری میں مفید اور ضروری ہیں اور اعمال دینے والے قابل اعتماد ہیں اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ حکیم نور محمد صاحب چوہان خود ایک امتیازی ذہن رکھتے ہیں وہ حسن و قبح کو علمی و فنی حیثیت تک سمجھتے ہیں۔ انہوں نے رطب و یابس سے کتاب کو بھرنے کی کوشش نہیں کی ہے یہ سب کچھ اس لئے ہے کہ جناب مرتب ممدوح کو فن کیمیا اور صنعت و حرفت سے خاص لگاؤ ہے۔

اس کتاب میں شمس و قمر کے اعمال کے علاوہ سیماب، سم الفار، شنگرف پارہ اور گندھک وغیرہ کے متعدد و مفید اور یقینی کیمیاوی اعمال اور کشتہ جات دیئے گئے ہیں جس سے کتاب میں کئی خوبیاں پیدا ہو گئی ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ طب قدیم کا علم کیمیا اپنے اندر ایسی خصوصیات رکھتا ہے کہ جس کا فرنگی طب میں کہیں نشان بھی نہیں ملتا۔ اگر ہم اس علم و فن کو اور منظم کردیں تو اس میں زیادہ بلندی پیدا ہو سکتی ہے اس سے ایسے ایسے مجربات و مرکبات اور نسخہ جات تیار ہو سکتے ہیں کہ جن سے صرف چند سالوں میں فرنگی طب کے مرکبات خصوصاً انکی پیٹنٹ ادویات کو ختم کر سکتے ہیں۔ شاید اسی طرف جناب حکیم نور احمد صاحب چوہان نے اپنے دیباچے کی ابتداء میں اشارات کئے ہیں۔ لکھتے ہیں۔

انگریزی ضرب المثل ہے :-

"First deserve then desire"

(پہلے اہل بنئے پھر تمنا کیجئے) اس ضرب المثل کے پیش نظر ضرورت ہے کہ طبی رہنما اور حاملان طب یونانی اپنی خامیوں اور کوتاہیوں

کو دُور کریں اور پھر عوام و حکومت کے تعاون کے طلبگار رہیں۔ تاوقتیکہ ہم اپنی کمزوریوں اور خامیوں کو دُور نہیں کر لیتے اور اپنے آپ میں وہ خوبی اور کشش پیدا نہیں کرتے۔ جس کے زور پر ہم عوام اور حکومت کا تعاون حاصل کر سکیں مطلوبہ تعاون کا فقدان ایسا ہی رہے گا۔

اُٹھیے اور طب یونانی کی نشر و اشاعت، تعلیم و تدریس اور اس کے فوائد کو صحیح خدوخال کے ساتھ پیش کیجیئے اور اس کے نکھار، تعمیر کے لئے راہ عمل متعین کیجئے۔

یہ حقیقت ہے کہ ہمارے علم و فن کیمیا میں باقاعدگی، سسٹومیٹک (Systematic) اور منظم (آرگنائزڈ Organized) صورت پیدا نہیں ہوئی۔ مثلاً کیمیا کی کتب میں بے شمار اشیا صباغ اور غواص دی گئی ہیں۔ لیکن ان میں کہیں بھی تخصیص نہیں ہے کہ فلاں شے فلاں دھات کے لئے صباغ و غواص ہے اثر میں تیزی اور تیکھاپن پیدا ہو جائے گا۔ اسی طرح فلاں کشتہ فلاں شے میں اس لئے ہوتا ہے کہ اس کے اندر فلاں مزاج پایا جاتا ہے یا بالخاصہ اس میں یہ خوبی ہے۔ تاکہ اس شے کے مزاج اور بالخاصہ اثر کو دیگر ادویات میں بھی تلاش کیا جائے۔ یہی صورتیں کئی اشیاء کے تیل بنانے اور موم کرنے پر بھی سمجھ آسکتی ہیں۔

لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے علم و فن کیمیا میں مختلف و متضاد ادویات کو بطور صباغ و غواص استعمال کیا جاتا ہے۔ یعنی کوئی گرم ہے کوئی سرد۔ کوئی خشک ہے کوئی تر۔ اسی طرح کوئی صفرا پیدا کرتی ہے تو کوئی بلغم۔ کوئی خون پیدا کرتی ہے تو کوئی سودا۔ کوئی بالخاصہ مسہل ہے اور کوئی محرک ادرار۔ دونوں کے برعکس کوئی ممسک ہے اور سب سے پرلطف بات یہ ہے کہ ایک ہی نسخے میں یہ سب کچھ مختلف اور متضاد اثرات ملے ہوئے ہوتے ہیں۔ کشتہ جات تیار کرنے میں صورتیں اس سے بھی خراب ہیں۔ ایک دھات کا کہیں گرم کشتہ تیار ہو رہا ہے اور کہیں ٹھنڈا تیار ہو رہا ہے — دونوں صورتوں میں کیسے ہو سکتا ہے اسکی کوئی دلیل نہیں ہے۔ اسی طرح کوئی کشتہ ایک ہی بار ایک سیر کی آگ میں ہو جاتا ہے اور وہی کشتہ ایک سو بار ایک ایک من کی آگ سے کم میں تیار نہیں ہو سکتا۔ اس کے علاوہ بھٹیوں کی کھرل جدا ہے۔ اس کا پتہ نہیں چلتا کہ ایک آگ سے کشتہ کے کون سے اجزاء جلتے ہیں اور ایک سو آگیں دینے سے کون سے اجزاء فنا ہوتے ہیں۔ پھر سب سے بڑی بات یہ ہے کہ سو آگ کا کشتہ بھی ماء الحیات میں پھر زندہ ہو جاتا ہے، اور طرہ یہ ہے کہ باوزن سے مراد کیا ہے۔ وہی شے کشتہ ہونے اور جلنے کے بعد بھی اپنے وزن میں قائم رہے یہ کیسے ممکن ہے۔ کہ جو شے جل گئی ہے اس کا دھواں یا گیس اسی وزن میں باقی ہے یا اس کا مقصد یہ ہے کہ جو جلنے میں ضائع ہو جائے اسی قدر حصہ وہ اس دوا سے حاصل کرے جس میں کشتہ کی گئی ہے۔ گویا دوا میں یہ شعور بھی پیدا کرنا ضروری ہے۔

موم اور تیل بنانے میں بھی ایسی مشکلات ہیں۔ مگر حتمی طور پر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ فلاں ایک دوا یا فلاں مرکب ان مقاصد کے لئے یقینی شے ہے۔ جب ایک ذہین دماغ بالکل مختلف اور متضاد چیزوں کو دیکھتا ہے تو کیمیاگر عامل کی جہالت پر حیران ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج ہزاروں سالوں میں ہمیں کیمیاگری کے یقینی بے خطا اعمال نہیں ملے اور ہمیشہ ایک آنچ کی کسر رہ جاتی ہے —

امید ہے جناب حکیم نور محمد صاحب چوہان جن کو صنعت و حرفت اور فن کشتہ جات و کیمیا سے خاص لگاؤ ہے اس کو منظم کرنے میں بھی پوری کوشش کریں گے۔ ہماری خدمات بھی حاضر ہیں۔

طب
مبادیات
طب پر یہ ابتدائی کتاب ہے۔ جس میں اس کے فوائد اور نظریات پر بحث کی گئی ہے۔ اس میں نبض اور قارورہ پر خاص روشنی ڈالی گئی ہے (قیمت مجلد پانچ روپے)

فرنگی طریق علاج (ڈاکٹری)، غلط ہے
حکیم انقلاب صابر ملتانی نے اس کتاب میں ثابت کیا ہے کہ یہ طریق علاج غیر اصولی اور نقصان رساں ہے جس سے تحقیقات فن تباہ و برباد ہوتی جا رہی ہیں زیر طبع

منیجر کتب خانہ حکیم انقلاب فیض باغ لاہور

کو دور کریں اور پھر عوام و حکومت کے تعاون کے طلبگار رہیں۔ تاوقتیکہ ہم اپنی کمزوریوں اور خامیوں کو دور نہیں کر لیتے اور اپنے آپ میں وہ خوبی اور کشش پیدا نہیں کرتے۔ جس کے زور پر ہم عوام اور حکومت کا تعاون حاصل کر سکیں بمطلوبہ تعاون کا فقدان ایسا ہی رہے گا۔

اُٹھیے اور طب یونانی کی نشر و اشاعت، تعلیم و تدریس اور اس کے فوائد کو صحیح خد و خال کے ساتھ پیش کیجیے اور اس کے بقا و تعمیر کے لئے راہِ عمل متعین کیجئے۔

یہ حقیقت ہے کہ ہمارے علم و فن کیمیا میں باقاعدگی (سسٹمیٹک systematic) اور منظم (آرگنائزڈ Organized) صورت پیدا نہیں ہوئی۔ مثلاً کیمیا کی کتب میں بے شمار اشیا صباغ اور خواص دی گئی ہیں۔ لیکن ان میں کہیں بھی تخصیص نہیں ہے کہ فلاں شے فلاں دھات کے لئے صباغ و خواص اثر میں تیزی اور تیکھا پن پیدا ہو جائے گا۔ اسی طرح فلاں کشتہ فلاں شے میں اس لئے ہوتا ہے کہ اس کے اندر فلاں مزاج پایا جاتا ہے یا بالخاصہ اس میں یہ خوبی ہے۔ تاکہ اس شے کے مزاج اور بالخاصہ اثر کو دیگر ادویات میں بھی تلاش کیا جائے۔ یہی صورتیں کئی اشیاء کے تیل بنانے اور موم کرنے پر بھی لاگو ہو سکتی ہیں۔

لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے علم و فن کیمیا میں مختلف و متضاد ادویات کو بطور صباغ و خواص استعمال کیا جاتا ہے۔ یعنی کوئی گرم ہے کوئی سرد۔ کوئی خشک ہے کوئی تر۔ اسی طرح کوئی صفرا پیدا کرتی ہے تو کوئی بلغم۔ کوئی خون پیدا کرتی ہے تو کوئی سودا۔ کوئی بالخاصہ محلل ہے اور کوئی محرک اور ان دونوں کے برعکس کوئی مسکن ہے اور سب سے پُرلطف بات یہ ہے کہ ایک ہی نسخے میں یہ سب کچھ مختلف اور متضاد اثرات ملے ہوئے ہوتے ہیں۔ کشتہ جات تیار کرنے میں صورتیں اس سے بھی خراب ہیں۔ ایک دھات کا کہیں گرم کشتہ تیار ہو رہا ہے اور کہیں ٹھنڈا تیار ہو رہا ہے — دونوں صورتوں میں کیسے ہو سکتا ہے اس کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ اسی طرح کوئی کشتہ ایک ہی بار ایک سیر کی آگ میں ہو جاتا ہے اور وہی کشتہ ایک سو بار ایک ایک من کی آگ سے کم میں تیار نہیں ہو سکتا۔ اس کے علاوہ مہینوں کی کھرل جدا ہے۔ اس کا پتہ نہیں چلتا کہ ایک آگ سے کشتہ کے کون سے اجزا جلتے ہیں اور ایک سو آگیں دینے سے کون سے اجزا فنا ہوتے ہیں۔ پھر سب سے بڑی بات یہ ہے کہ سو آگ کا کشتہ بھی ماء الحیات میں پھر زندہ ہو جاتا ہے، اور طرہ یہ ہے کہ با وزن سے مراد کیا ہے۔ وہی شے کشتہ ہونے اور جلنے کے بعد بھی اپنے وزن میں قائم رہے یہ کیسے ممکن ہے۔ کہ جو شے جل گئی ہے اس کا دھواں یا گیس اسی وزن میں باقی رہے یا اس کا مقصد یہ ہے کہ جو جلنے میں ضائع ہو جائے اسی قدر حصہ وہ اس دوا سے حاصل کرے جس میں کشتہ کی گئی ہے۔ گویا دوا میں یہ شعور بھی پیدا کرنا ضروری ہے۔

موم اور تیل بنانے میں بھی ایسی مشکلات ہیں۔ مگر حتمی طور پر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ فلاں ایک دوا یا فلاں مرکب ان مقاصد کے لئے یقینی شے ہے۔ جب ایک ذہین دماغ بالکل مختلف اور متضاد چیزوں کو دیکھتا ہے تو کیمیاگر عامل کی جہالت پر حیران ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج ہزاروں سالوں میں ہمیں کیمیاگری کے یقینی بے خطا اعمال نہیں ملے اور ہمیشہ ایک آنچ کی کسر رہ جاتی ہے —

امید ہے جناب حکیم نور محمد صاحب جویان جن کو صنعت و حرفت اور فن کشتہ جات و کیمیا سے خاص لگاؤ ہے اس کو منظم کرنے میں بھی پوری کوشش کریں گے۔ ہماری خدمات بھی حاضر ہیں۔

طب مبادیات
طب پر یہ ایک ابتدائی کتاب ہے۔ جس میں اسکے فوائد اور نظریات پر بحث کی گئی ہے۔ اس میں نبض اور قارورہ پر خاص روشنی ڈالی گئی ہے (قیمت مجلد پانچ روپے)

فرنگی طریق علاج (ڈاکٹری)، غلط ہے
حکیم انقلاب صابر ملتانی نے اس کتاب میں ثابت کیا ہے کہ فرنگی طریق علاج غیر اصولی اور نقصان رساں ہے جس سے تحقیقاتِ فن تباہ و برباد ہوتی جا رہی ہیں

منیجر کشتہ خانہ حکیم انقلاب فیض باغ لاہور

JUNE, 1962 Regd. L. No. 7282

The Monthly REGISTRATION FRONT, Lahore

ہمارا چیلنج

ذیل کے حقائق کو غلط ثابت کرنے والوں کے لئے ہمارا چیلنج ہے۔

(۱) یہ سمجھنا قطعاً غلط ہے۔ کہ مغربی طب (ڈاکٹری) طب یونانی کی ترقی یافتہ صورت ہے۔ البتہ ڈاکٹری اب تک یونانی سے ضرور مستفید ہو رہی ہے۔

(۲) ایسا خیال بھی درست نہیں کہ دونوں طریق علاج ایک ہی قانون کے تحت کام کرتے ہیں اور دونوں کو اکٹھا کیا جاسکتا ہے۔ ایسا خیال کرنے والے دونوں طریق علاج سے ناواقف ہیں۔

(۳) یہ تصور بالکل بے بنیاد ہے کہ یونانی طب "قدیم" کا لفظ صرف زبانی امتیاز اور فضیلت کیلئے استعمال ہوتا ہے۔ جہاں تک اسکے قوانین اور افادیت کا تعلق ہے وہ آج بھی قانون فطرت کے مطابق ہیں۔

(۴) یہ عقیدہ بھی بالکل بے اصل ہے کہ یونانی طب کے قوانین تشخیص خواص الادویہ اور طریق علاج وغیرہ میں مغربی طب کے ذریعے اصلاح اور تجدید کیجاسکتی۔

اغراض و مقاصد

۱ - یونانی طب کی فوقیت مغربی طب (ڈاکٹری) پر نمایاں طور پر واضح کرنا۔

۲ - ماڈرن سائنس کی روشنی میں مغربی طب کو عملی طریق پر غلط طریق علاج ثابت کرنا

۳ - ملکی ادویات کی خوبیوں کو بیان کرنا اور استعمال کی تحریک دینا مغربی طب کی ادویات کے نقصانات کو ظاہر کرنا۔

۴ - عوام کو مغربی طریق علاج (ڈاکٹری) کی خرابیوں سے آگاہ کرنا۔

۵ - یونانی طب کی غلط قیادت اور بے عمل جماعتوں کو ختم کرنا۔

۶ - ملک بھر میں فری شفاخانے اور صحیح تعلیم کے لئے بہترین علمی اور طبی درسگاہوں کا قیام عمل میں لانا۔

۷ - رجسٹریشن میں یونانی طب اور اطبا کے وہی حقوق حاصل کرنا جو مغربی طب اور ڈاکٹروں کو حاصل ہیں۔

۸ - یونانی طب کا صحیح علم رکھنے والے اطبا کو ملک بھر میں پھیلانا جو مغربی طب کے غلط اصولوں کے پورے طور پر واقف ہوں۔

۹ - حکومت والیان ریاست۔ رؤسا اور امرا کو یونانی طب سے روشناس کرا کے انہیں اس فن کی سرپرستی۔ امداد اور ہمدردی پر آمادہ ک

۱۰ - یونانی طب کے قوانین کے تحت اس میں ضرورت کے مطابق اصلاح اور تجدید کرنا۔

نوٹ: فیس ممبری ایک یا پانچ روپے ادا کرنا ہوگی۔ کوئی ماہانہ چندہ نہیں لیا جائیگا۔ البتہ جو لوگ فن کی خدمت کیلئے اگر کچھ اعانت کریں آشکر
ساتھ قبول کی جائیگی۔ فیس ممبری حاصل کرنیوالے کو باقاعدہ رسید حاصل کرنی چاہئے۔ کیونکہ یہ رسید نمبران بلکہ ڈاکٹر صابر ملتانی کی خدمت میں روانہ کی جائیگی
ان فیس ممبری پہنچ جانے پر ہر ممبر کو ایک سند ممبری دیجائیگی جسکے بعد وہ اس رجسٹریشن فرنٹ کا باقاعدہ ممبر تسلیم ہوگا۔ وہ ہر قسم کے حقوق کا مستحق ہو جائیگ

Printed at the Pakistan Printing Works, Lahore